ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بالتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی عرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عـنـہ (۳) ہندوستان سے باہر کے (۴) غیر مذاہب والوں سے (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عـہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

فہرست مضامین

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیا

۳۰ جولائی ۱۹۰۶ء فرمایا

آج مجھے ایک الہام ہوا۔ اس کے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جس قدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے اور وہ یہ ہے

ایک دم میں دم رخصت ہوا

یہ الہام ایک موزون عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا ہے۔

گورداسپور میں ایک لڑکا آنریری مجسٹریٹ

گورداسپور میں آجکل ایک سردار سنت سنگھ صاحب نام آنریری مجسٹریٹ ہیں جنکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہوگی۔ انکی عدالت میں بعض ضمانت دینے والوں کو جو مشکلات پیش آتے ہیں انکے متعلق ایک خطرناک شکایت میرے پاس پہونچی ہے

میں نہیں سمجھتا کہ ایک نوآموز اور ناتجربہ کار نوجوان کے ہاتھ میں رعایا کی عزت و آبرو کا اختیار دینا کہاں تک مناسب ہو سکتا ہے یہ عہدہ نہایت ذمہ داری کا عہدہ ہے۔ اس لئے ایسے عہدوں کے لئے صرف خاندانی ہونا ہی ضروری نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے لئے قابلیت اور تجربہ کاری کے علاوہ معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی بھی ضروری ہے سردار صاحب موصوف کی علمی قابلیت ان کی مثلوں سے معلوم ہو سکے گی اور میں نہیں کہہ سکتا کہ انکا تجربہ کہانتک وسیع ہے جب کہ ابھی انکی عمر بیس سال سے بمشکل متجاوز ہے۔ میں سردار صاحب کو نیک نیتی سے مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ملحوظ رکھیں اور اپنے اختیارات کو زیر نظر۔

سنا ہے گورداسپور کے ایک نانبائی کے ساتھ انکی عدالت میں دفعہ ۲۴۳ کا مقدمہ دائر ہے جس میں مجھے مستغیث ایک اور آنریری مجسٹریٹ کا اردلی ہے اس مقدمہ پر لوگوں کی خاص نظر ہے اور وہ بے صبری سے نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں امید ہے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر خصوصیت سے آنریری مجسٹریٹوں کے کام کی نگرانی رکھیں گے بلکہ ان نوآموز مجسٹریٹوں کو تجربہ کار مجسٹریٹوں کے ماتحت کم از کم دو تین سال کام کرنا چاہئے یا قبل سنانے فیصلہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے حکم سے اسے دیکھ لیا کرے (اگر ایسے نوجوانوں کا آنریری مجسٹریٹ بنایا جانا ضروری ہی ہو) تاکہ انصاف کے لئے غریب اور مظلوم رعایا کو مشکلات میں نہ پڑنا پڑے۔ میں مفصل اس مضمون پر لکھنا چاہتا ہوں۔

ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت الحمد للہ اچھے ہیں۔

۱۔ حضرت اقدس حقیقت الوحی لکھ رہے ہیں ۱۰ جزو تک کاتب لکھ چکا ہے۔ یہ کتاب فی الحقیقت ایک عجیب کتاب ہوگی۔

۲۔ موسم برسات شروع ہو گیا ہے۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام گرمی کی تعطیلات کے بعد ۳ اگست کو کھل جائے گا۔

درخواست دعا

منشی محمد اکرام صاحب احمدی جاگراں ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں۔ کہ میرا لڑکا عرصہ دو یوم سے بخار میں مبتلا ہے۔ اسکی صحت کے لئے ناظرین الحکم دعا کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پرانا خط

مخدومی اخویم چودھری اللہ داد صاحب مرحوم جب شاہ پور میں رہتے تھے۔ تو انہوں نے اپنے بعض ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت اقدس نے مفصلہ ذیل جواب دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم منشی اللہ داد صاحب کلرک سلمہ اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا عنایت نامہ پہنچا۔ یاد رہے کہ ہر ایک مومن کے لئے کسی حد تک تکالیف اور ابتلا کا ہونا ضروری ہے اسکو صدق دل سے برداشت کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرنا چاہئے۔ جو شخص اس بات پر یقین لاتا ہے۔ کہ میرا خدا ہے۔ جو قادر اور کریم و رحیم اور علیم ہے۔ اسکو اپنے ایمان کے موافق استقامت اور استقلال دکھلانا چاہیئے۔ وہ خدا تو قادر ہے۔ کہ ایک دم میں مشکلات آمدہ حل کر دے مگر بندہ کی ترتیب کے لئے جو دوسرے مصالح کسی بنا پر کسی حد تک اس کا ابتلا چاہتے ہیں۔ ان مصالح کو ترک کرنا حقیقی رحمت کے برخلاف ہے۔ سو یقین رکھو کہ وہ خدا موجود ہے۔ جو ہر ایک مصیبت کو ایک دم میں دور کر سکتا ہے اور وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ مگر اس کی مصلحت اور حقیقی رحمت یہ کام کر رہی ہے۔ اپنی ہی نمازوں میں ایسے مشکلات کے لئے دعا کرتے رہو۔ قیام میں رکوع سجود میں التحیات میں ہر ایک وضع دعا کرو۔ کوئی نیا طرز نہیں ہے۔ جس مومن سے خدا پیار کرتا ہے۔ اس کو کسیقدر ابتلا کا مزا چکھاتا ہے۔ تا اس کی آنکھ کھلے اور وہ سمجھے کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس قدر بلیّون کی جگہ ہے۔ سو ضرور ہے کہ کسی قدر یہ دکھ پہونچیں اور درحقیقت کوئی دکھ دکھ نہیں صرف ایمان کا قصور دکھ ہے صدق دل سے اپنے تئیں خدا کے حوالہ کرو اور یقین سے سمجھو کہ وہ ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جو اس کے ہو جاتے ہیں۔ سچی توبہ کرو اور گناہوں سے اپنی ہی زبان میں خدا سے معافی چاہو تا وہ رحم کرے یہ کوئی نئی بات نہیں کوئی اس دروازے کے راہ سے نہیں آتا جس کو یہ سب کچھ دیکھنا نہیں پڑتا بلکہ اس سے زیادہ خدا طاقت بخشے۔ چند روز دنیا، مخلوق طاعون سے مر رہی ہے۔ ہمت میں اپنا صدق دکھلاؤ۔ امتحان کے وقت اس بات میں خوبی نہیں کہ بہت جزع فزع کر کے مخلصی چاہیں بلکہ اس میں خوبی ہے کہ ایسے موقعہ پر استقلال دکھلانا چاہئے والسلام

خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان

۲۰ جنوری ۱۹۰۱ء

انکار ارادت

ارادت ہر شخص سے ہو سکتی ہے چاہئے پیر دینی ہو یا دنیاوی۔ اگر ہم بعض دنیوی امور میں کسی کی ارادت کرتے ہیں تو وہ بھی ایک ارادت ہے۔ جیسے کہ دینی امور کی ارادت آج کل یہ بحث ہے۔ کہ ایک یا چند مریدوں کے انکار سے پیر کے دعوای یا رتبہ میں فرق آجاتا ہے یہ درست نہیں اگر ایک شخص رعایا میں سے گورنمنٹ کا باغی ہو جاوے۔ یا ایک شخص بعض وجود سے دوسرے شخص کا ارادت مند نہ رہے تو گورنمنٹ یا اس دوسرے شخص کی وقعت میں کیا فرق آجائیگا؟ ہرگز نہیں۔

ع بقول استاد سے

نہوے و قرترک سجدہ ابلیس سے آدم
عدو کی سرکشی سے ذوق کب رتبہ ہو کم میرا

پیری اور مریدی کی فہرستیں ہمیں بتاتی رہیں کہ بہت سے مریدوں نے انکی زندگی یا وفات پر اپنے مشہور پیروں کی پیروی سے انکار کیا لیکن اسکا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدانخواستہ ان پیروں کی وقعت اور بزرگی میں کوئی کمی آگئی۔ کتنے اہل حدیث ایسے ہیں جنہوں نے امام عظیم الشان حضرت ابوحنیفہ کی تقلید سے منہ پھیر رہے؟ تو کیا انکے ایسے عمل سے نعوذ باللہ حضرت ابوحنیفہ کی وقعت اور عظمت میں کوئی نقص لا سکتا ہے۔ ہزاروں اہل شیعہ صحابہ کبار سے روگرداں ہیں۔ تو کیا ان کا انکار صحابہ کبار کے منافی ہے۔ ہرگز نہیں۔ صدہا کیا ہزاروں مسلمان عیسائی ہو گئے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جاویگا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام سچا نہیں ہے۔ صدہا خارجی العیاذ باللہ حضرت علی اور اکثر ائمہ مطہرین سے بقصد انکاری ہیں۔ کیا ان کا انکار ان بزرگان اسلام کی عظمت و احترام میں کوئی فرق لا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

لوگ قادیانی مسئلہ کی عداوت میں اس کلیہ کو بھول جاتے ہیں۔ اور وہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ جو الٹے اور مسلم سلسلوں کو بھی لے بیٹھتے ہیں۔ یہ اصول بہت ہی بُرا ہے کہ جو بات قادیان سے نکلے۔ اس کی ضرور ممانعت کی جاوے۔ قادیان والے ہمیشہ قبلہ رو نماز پڑھتے ہیں۔ اب قبلہ چھوڑے بغیر کس طرح درگذر ہو سکتی ہے۔

ہم اس بحث پر ایک قول فیصل رسالہ منتہلی علی گزٹ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ بحث میانہ غورث کے سلسلے میں اس نے کی ہے۔ مگر اس موجودہ سوال سے بھی اسکو وہی نسبت ہے۔ جو اپنے اصل سے ہے۔

(منقول از رسالہ مندرجہ بالا نمبر جولائی ۱۹۰۶ء)

بڑے بڑے لوگوں کے سوانحات عمری پر غور کرنے سے یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جہاں کسی اہل کمال کے سینکڑوں ہزاروں معتقد ہوتے ہیں۔ دو ایک اس کے منکر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ اور انکو اس کے ساتھ صرف انکار ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اسکے جانی دشمن ہوتے ہیں۔ منکرین میں اکثر دنیاوی جاہ و ثروت کے دلدادہ ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جنکو شرافت روحانی اور محامد روحانی سے مطلق مس نہیں ہوتا اور وجہ ان کی خباثت اور نفسانیت کی صرف بغض وحسد ہوتا ہے۔ جو انکے تنگ اور کم ظرف دلوں میں اس صاحب کمال کی عظمت و عزت کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صاحبان کمال اپنی روحانی قوتوں سے ایک مقناطیسی اثر جمہور خلائق کی طبیعتوں پر ڈالتے ہیں۔ جس سے ایک عام رجحان خاص و عام کا انکی طرف ہوتا ہے۔ اس قبولیت عام کو وہ جاہ طلب لوگ تنگ دلی اور کم ظرفی سے اپنی کسا بازاری کا باعث سمجھتے ہیں۔ اور اظہار بدکرداری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ میانہ غورث بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ نہ تھا اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ پیش آیا۔ جیسا اس کے مشاہیر معاصرین اور متاخرین کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اور آیا کرتا ہے۔ (مولوی محمد اسلم جراج پوری) وہ لوگ جو محض ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے پھر جانے سے سلسلہ قادیانی کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور انکے ہاتھ میں آجکل سب سے اعلیٰ دلیل یہی ہے۔ وہ اس کلیہ کی بابت انصاف سے کیا کہتے ہیں۔

راقم تالب الخیر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے

ایک فرزند نے انتقال کیا۔ آپ نہایت مغموم ہوئے۔ دو فرشتے متخاصمین کی صورت بھر ان کے پاس آگئے۔ ایک نے اظہار کیا۔ کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا۔ اس دوسرے نے کہا۔ اس نے شاہراہ میں بیج بویا تھا۔ چونکہ دہنے بائیں راہ نہ تھی۔ میں نے روندڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا۔ کہ تو نے نہ جانا۔ کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں رہتی۔ شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ نہ سمجھے۔ کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے لباس ماتمی کیوں پہنا ہے۔ خدا تعالیٰ کو آپ کے صبر کا یاد دلانا مقصود تھا۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی۔ اور استغفار کیا۔ اور لباس ماتمی اوتار ڈالا اور صبر و شکر بجا لائے پس ہر آدمی کو لازم ہے۔ کہ ہر حال میں شکر الٰہی کرتا رہے اور خوف ورجا کو ہاتھ سے نہ دے۔

بقایا دار توجہ کریں

نصف سال سے زاید سال رواں گذر چکا ہے۔ لیکن تاحال بہت سے ایسے خریدار ہیں۔ جن کی طرف سے سال رواں کا چندہ وصول نہیں ہوا ہے مطبع کی طرف سے ان کے نام کئی دفعہ وی۔ پی روانہ کئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے وی۔ پی۔ واپس کئے ہیں۔ وہ احباب ذرا تھوڑی دیر کے لئے غور کریں۔ کہ انکی واپسی وی۔ پی کا ہرجانہ کس پر پڑا۔ حالانکہ ان کو وی۔ پی کے ارسال کرنے سے قبل بذریعہ کارڈ کے اطلاع دی گئی تھی۔ وی۔ پی۔ فلاں پرچہ آتا ہے۔ لیکن انہوں نے اسپر کوئی توجہ نہیں کی۔ انکو چاہئے۔ کہ بقایا ارسال کرکے کارخانہ کو مشکور فرماویں۔ مینجر الحکم

ظالموں نے حد کردی

الحکم ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء میں دہلی کے ایک مولوی صاحب کی ڈاڑھی مونڈ ڈالنے کی خبر میں شایع کرچکا ہوں۔ اب کہیں جاکر مولوی صاحب موصوف باہر نکلنے کے قابل ہوئے تھے۔ کہ ایک فوجداری مقدمے کی آفت میں مبتلا ہو گئے۔ یہ مقدمہ کوئی مذہبی یا دینی مقدمہ نہیں۔ بلکہ حمل ناجایز کا مقدمہ ہے جس میں مولوی صاحب موصوف کے خلاف وارنٹ جاری ہوا ہے۔ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں ایک شخص بھی ملزم ہے۔ جو اس حمل ناجایز کا مرتکب ہوا ہے مولوی صاحب جو آپ حاجی بھی ہیں ذمیمہ بتلائے جاتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ یہ ہیں علماے دین متین۔

غزل

از نتیجہ طبع خاکسار ڈاکٹر عبد المجید خاں داخلش نجیب آبادی احمدی المتشادی من اکبر بروزن (مفعول مفاعلات مفعول مفاعلات)

کچھ جسم ہیں جان سب کا دشمن ہے یہ کو جانی
دیکھا نہیں ان سب کی میری دلی تیری پہچانی
پاس اور بھی دونی خود قوت ایمانی
ظاہر ہوئی دشمن کی جب بخشش پنہانی
سمجھو کہ مصطفیٰ کے دشمن ہیں بنے جانی
سمجھے ہو دانائی اور ہے یہی نادانی
ترقی میں کمی اپنی کرنا نہ مخالف ہو
جب ہوگا غضب نازل یاد آئیگی تب نانی
ترانہ لیاقت پر اپنی تو ذرا نادان
معلوم ہے مجھکو تو سب تیری سخندانی
ہے یہ اثر بیعت خاموش ہیں ہم ورنہ
کیا ہمسے سوا کرتا باتیں کوئی رندانی
ان دنیا کے کتوں سے کتوں میں فنا ہیں
ہم دوست جسے سمجھے دشمن بنا دی جانی
ہم احمدی ہو انکی نظروں میں کھٹکتے ہیں
جو دوست ہمارے تھے دشمن ہیں وہی جانی
آئینہ حیرت ہے حیرت ہے ہر ایک دشمن
جس وقت دیکھی ہے داخلش کی گل افشانی

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بھائی میاں محمد حسین صاحب

نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے۔ اور زمیندار ارائیں ہے۔ اس کی اپنی زمین بھی ہے۔ لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کی وجہ سے آٹھ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے پہلی بیوی کلاں ہے جو فوت ہو چکی ہے۔ ایک بچہ ہے۔ اور وہ شادی کرنا چاہتا ہے۔ جہاں تک میرا علم ہے۔ وہ ایک مخلص اور دیندار بھائی ہے۔ جہاں تک ہوسکے احباب اس کے لئے سعی کریں +

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب الحکم سلمہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میری ایک عرض ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو پرچہ الحکم میں ضرور ہی جگہ دیکر ممنون اور مشکور فرما دینگے۔ عرض یہ ہے۔ کہ فدوی کی عمر اس وقت ۳۳ سال اور ساکن سیند سکونت پنیالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ہے۔ پولیس ضلع سیالکوٹ میں بعہدہ سارجنٹ دوئم ملازم ہے۔ سابقہ عورت فوت ہو چکی ہے۔ میرا مصمم ارادہ ہے۔ کہ اب اپنی جماعت احمدیہ میں نکاح کیا جاوے۔ مومن عورت کی ضرورت ہے۔

فدوی محمد احمدی

درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس آکر خط وکتابت کیلئے ٹکٹ ہمراہ ارسال کئے جاویں۔

ایک خط

آج کے بہرہ مراسلات میں حضرت (مسیح موعود) کے ایک خادم منشی محمد حسین مسافر کا ایک مختصر سا خط جو انہوں نے اخبار صحیفہ میں شایع کرایا ہے۔ درج کیا جاتا ہے امید ہے۔ کہ مخالفین خاصکر امرتسری مولوی فاضل اس خط کو غور سے پڑھینگے۔

اڈیٹر

ابن مریم مرگیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم

جناب مولوی فیض الحسن صاحب سلمہ اللہ الصمد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے معزز اخبار صحیفہ مطبوعہ ۱۹-۲۶ اپریل کے بہرہ مراسلات میں کسی مضمون نگار موسومہ باقی آیندہ کا ایک مضمون چھپا ہے۔ جس کو پڑھکر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مضمون نگار صاحب کو سوائے بیجا اعتراض کرنے کے کچھ بھی نہیں آتا۔ ورنہ جس حالت میں وہ خود بھی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اور خدا کے پاک کلام میں اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ + یَآ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ وغیرہ آیات کو پڑھتے ہیں۔ تو پھر ان کا رضی اللہ علیہم السلام پر اعتراض کرنا عدم تدبر کا نتیجہ نہیں۔ تو اور کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ خدا تعالیٰ کی اس غیر محدود نعمت کو باقی آیندہ مضمون نگار صاحب کیوں اور کس دلیل سے محدود فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مجھے ان کے بروزی اعتراض پر حیرت ہوتی ہے۔ کہ معترض مضمون نگار صاحب باوجود ادعائے قرآن دانی کے اس مسئلہ سے ناواقف ہی نظر آتے ہیں۔ بحالیکہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کے پڑھنے سے انکی اپنی بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ ہم بھی اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں داخل کئے جائیں اب بھی اگر زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو نجیب آباد کے حکیم احمد اللہ خان صاحب سے ہی دریافت کرلیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ بھی اس رنگ سے خالی نہیں ہیں۔ بھلا اگر نہیں کوئی مناسبت ومشابہت منظور نہیں تو کیا ان کا ایسا نام عبث نہیں سمجھا جائیگا دیگر چونکہ توفی اور رفع کی تحقیق بحث مضمون نگار صاحب کی سمجھ سے بالا تر ہے۔ اسلئے میں انکو ایک آسان طریق سے بتادونگا۔ کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں۔ چنانچہ آیت وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ میں صاف اور واضح طور پر سمجھا دیا ہے۔ کہ جن غیر اللہ کی پرستش کی جاتی ہے۔ وہ مرچکے ہیں۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں الٰہ من دون اللہ کو کہیں ظاہر بھی کیا ہے یا نہیں۔ ہاں کیا ہے اور ضرور کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ یعنے انہوں نے خدائے واحد کو چھوڑ کر اپنے عالموں۔ درویشوں۔ اور مریم کے بیٹے مسیح کو معبود ٹھہرا رکھا ہے۔ اب جب خدا ہی نے خود ہی مصنوعی معبودوں کو بیان کرکے ان کی موت کو بھی واضح کردیا ہے۔ تو پھر ایسی صریح نص کا انکار خدا سے مقابلہ کرنا نہیں تو اور کیا ہے + فقط

محمد حسین صاحب مسافر احمدی از مونگ ضلع گجرات پنجاب

صرف تین روپیہ میں

لیور واچ معہ چین کوک ۳۶ گھنٹہ قیمت ۵ سال
غضب ہو گیا۔ کیونکہ ایسی
مضبوط ٹھیک ٹائم دینے
والی خوبصورت جیبی گھڑی
تین روپیہ میں بکنے لگی۔ اب بھی اگر کوئی شخص گھڑی سے محروم رہے۔ تو افسوس ہے۔ اکثر خریدار بعض سوداگروں کی رنگین باتوں و کمی قیمت کے لالچ میں ناقص گھڑیاں لیکر دھوکا کھاتے ہیں ان کے اطمینان کے واسطے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ناپسند ہونے پر بلا عذر واپس لینگے۔ یہ گھڑیاں ولایت کو آرڈر دیکر بہت بڑی تعداد میں منگائی ہیں۔ اسی وجہ سے اسقدر ارزاں بیچتے ہیں اسپیر ہمارے کارخانہ کا نام ثبت ہے۔ مسٹر (برج باسی لال ویش کمپنی نمبر ۹۱ سیاں گلی) (شہر جہانسی)

سنہ ۱۸۶۹ء

وقت کا امتحان

اسکاٹس ایملشن نے قابل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جسکا یہ نتیجہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کھانسی زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے۔ اور باپ بیٹے دونوں کیلئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ فروخت کیلئے سب دوافروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن ہمیشہ اس نشان کو یاد رکھیں ماہی گیر کا مچھلی کو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے +

یاقوت مروارید مرجان یشب کہربا کستوری زعفران
وغیرہ کا مجرب
مفرح عنبری
مفرح عنبری
مفرح عنبری
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ
خوراک دو ماشہ
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ)
قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے (للعہ)
قیمت ایک درجن پچاس روپے (صـ)
مفرح عنبری وہ جوہر ہے جسکے استعمال سے تمام قوائے دماغی میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہو کر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلیٰ و مفید سوجھتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خداوند تعالیٰ نے نئی زندگی عطا کی ہے ضعف دل - بے چینی - پراگندہ خیالی وغیرہ دور کرنے کے لئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے +
مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ - جریان - رقت و سرعت - کثرت احتلام - کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہنچتا ہے - جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا - کثرت مباشرت سے جو دماغ - گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے +
مفرح عنبری جن کے اعصاب میں بہ سبب کوتہ اندیشی - غلط کاری - عیاشی - کثرت محنت دماغی - رنج و تفکر وغیرہ سے ضعف آ جائے اور جسم میں کمزوری واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دیتی ہے +
مفرح عنبری خون پیدا کرنے اور مادۂ تولید کے بڑھانے میں ایک عجیب الاثر مرکب ہے - امیروں - وزیروں - نوابوں - رئیسوں - جاگیرداروں - ججوں - وکیلوں نیز کل دماغی محنت سے کام لینے والوں کو جو اپنی صحت کی قدر کرنا چاہتے ہوں اس مونس و رفیق کو ہر دم اپنے جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہئے
مفرح عنبری اُن مستورات کے لئے جنکے بچے کمزور لاغر پیدا ہو کر طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہو جاتے اور بعض کے ضائع ہو جاتے ہیں یا جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو انہیں بلا تامل اس جوہر اکسیر کو استعمال کرنا چاہئے - تاکہ بفضل خداوند کریم ان موذی امراض سے نجات پا کر گوہر مقصود حاصل ہو
مفرح عنبری کمزور - نحیف البدن بچوں کے لئے ایک خوش مزہ - خوش رنگ - خوشبودار مٹھائی کی مٹھائی دوائی کی دوائی اور غذا کی غذا ہے +
مفرح عنبری نزلہ - زکام - دردسر - ہسٹیریا (رباؤ گولہ) کو دور کرنے کے لئے اپنی آپ نظیر اور دماغی طاقت کے لئے اکسیر ہے
خان بہادر
عالیجناب عبد الحمید خاں صاحب رئیس اعظم بدرشی ضلع پشاور
خان بہادر
عالیجناب مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ
عنایت فرمایم حکیم صاحب بعد سلام مسنون
ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیر اگڑھ نے منگائی تھی - انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں آپ کو لکھوں کہ اُن کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی - آپ مہربانی کر کے ... ڈبیہ اور خان بہادر صاحب موصوف کے جس قدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمائیں
(دستخط) سید بخش محمد
پرائیویٹ سکرٹری وزیر صاحب
خان بہادر
عالیجناب سید علیخاں صاحب
گورنمنٹ پنشنر کوٹھی حسن منزل
رئیس جونپور تحریر فرماتے ہیں - مکرمی حکیم صاحب زاد عنایتہ - میں نے ایک ڈبیہ مفرح عنبری پہلے منگایا تھا - اُس کا پورا استعمال میں نے خود کیا جس غرض سے میں نے استعمال کیا تھا اُسکو نہایت مفید ہوا - تب تین ڈبیہ ایک ساتھ اور منگایا تھا - اُن میں سے دو ڈبیہ میرے دوستوں کے لئے تھیں اُنکو دیا - اپنی ایک ڈبیہ میں سے نصف ڈبیہ ایک عورت کو بغرض دفع سیلان کھلائی گئی - اُس کو بھی فائدہ ہوا - واقعی یہ مفرح نہایت عمدہ چیز اور بہت قابل تعریف ہے - اب ایک ڈبیہ مجھکو مطلوب ہے اور تین ڈبیہ میرے دوستوں کی فرمایش ہے +
پتہ :- حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

متفرقات

لیکچر بند جن لوگوں نے سادہو گیندر پال وینا نگوی کی تقریریں سنی ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اس کی تقریریں عموماً خلاف تہذیب و دل آزار و اور فتنہ انگیز ہوتی ہیں۔ حکام ضلع گورداسپور نے نہایت نیک نیتی اور دور اندیشی کی بنا پر ضلع گورداسپور میں اس کے لیکچر آیندہ کے لئے بند کردئے ہیں۔ ۱۷ جولائی کو بٹالہ میں عملی طور پر اس حکم کی پابندی لی گئی۔ اس پر لاہور کا آریہ اخبار پرکاش بہت جھنجلایا ہے۔ اور سب انسپکٹر پولیس بٹالہ پر نالش کا مشورہ دیتا ہے۔ سادہو مذکور کو جبراً لیکچر دینے کی تحریک کرتا ہے۔ تا وہ گرفتار ہو کر مقدمہ چلے۔ یہ کیسی بیہودہ اور الٹی راہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ آریہ سماج کے لیڈر ایسے بے وقوف نہیں۔ جو اپنے نادان دوست کے مشورہ پر جلد کاربند ہوں۔ ہاں انگریزی سپرٹ جو آریہ سماج میں کام کر رہی ہے۔ اسکے ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے۔ تو دیکھا جاویگا۔ میں سادہو گیندر پال کو اسکے وہ الفاظ یاد دلانا چاہتا ہوں۔ جو اس نے آریہ سماج قادیان کے سالانہ جلسہ پر کہے تھے۔ کہ اگر مرزا قادیانی کوئی کرامت دکھا سکتا ہے۔ تو میری زبان بند کردے۔ کیا سادہو مذکور تھوڑی دیر کے لئے اپنے چھوٹے اصول کو مدنظر رکھکر کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کرامت ظاہر ہو گئی۔ ہمارے سماجی فلاسفی کریں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ؕ

چکڑالوی استفتا چکڑالوی کے مرید خاص میاں شیخ محمد چٹو صاحب نے ایک استفتا علماء کرام کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نماز عام مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ نماز کی موجودہ صورت ہے۔ اس میں چونکہ چکڑالوی نے تبدیلی کردی ہے۔ اور اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنا جدید طریق اختراع کیا ہے۔ اسلئے اس کی حمایت کی جاوے۔ استفتا کا جواب تو عالم اور مفتی دیں گے۔ میں اپنی سمجھ اور فکر کے متعلق چکڑالوی اور اس کے خدام و مریدین سے فقط اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے قرآن مجید میں وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ الخ نہیں پڑھا۔ اور جب عملی طور پر ان کا مروجہ طریق نماز سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ کے خلاف ہے۔ تو اس کے متعلق قرآن کریم کا فتوٰے خود قرآن مجید میں پڑھ لیں۔ زیادہ استفساروں کی حاجت کیا ہے +

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام پر آج کل خوب اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ایک عزیز بھائی نے اپنے خط میں جو حضرت حکیم الامۃ کے نام تھا۔ اس پر کچھ لکھا ہے میں فائدہ عام کے لئے اسے ذیل میں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں +

۱۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن مجید میں اس امر کے متعلق کھلی کھلی شہادتیں جا بجا موجود ہیں۔ کہ موجودات عالم میں انسان کو اوس نے مخدوم بنایا ہے۔ اور سارے کائنات کو اس کا خادم قرار دیا ہے۔ اور یہ حقیقت عقل اور نقل دونوں سے ثابت شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر اس سلسلہ کائنات کو چونکہ کسی حکیم علیم قادر مطلق کا فعل نہیں جانتے اسواسطے وہ اس راز کے انکشاف سے محروم ہیں۔ کہ ایسا کیوں ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ انکو اس سوال کی ضرورت ہی نہ آتی ہو۔ کیونکہ وہ اس عالم کو ایک طبعی سلسلہ سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہیں۔ اور اسے بہمہ صفات موصوف اور منزہ اور قدوس یقین کرتے ہیں۔ انکو یہ کیوں کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے جواب کے بھی ذمہ دار ہیں۔ اس گروہ نے جو یہ کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ ہم نے خود لگایا ہے اپنے طور پر اسی قسم کا کوئی جواب دیا ہو۔ مگر ہمیں۔ اپنے قدوس رحمٰن خدا کی کتاب میں یہ جواب ملتا ہے۔ کہ اس مخلوق کے پیدا ہونے کے متعلق جو الٰہی ارادہ ہوا اس میں سب سے پہلے انسان کے متعلق اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ کا فرض مقدر ہو چکا ہے انسان کے بقا اور مفوضہ خدمت کی تکمیل کے واسطے اس نے اس سلسلہ کائنات کو ارادہ ازلی کے مطابق خلق کیا ہے۔ ایجاد اور تکوین مکونات کا حقیقی باعث یہی منشاء ایزدی ہے۔ جس وقت تک اس کا بقا اور وجود عالم میں پایا جائیگا۔ اس وقت تک یہ سلسلہ باقی رہیگا۔ اس حق کی اشاعت جو اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ میں ہے۔ جس مقدس گروہ کے پاک وجود کے ذریعہ ہوئی یا ہوتی رہیگی وہ لامحالہ اس تمام مربوط نظام کائنات کے قیوم ہیں۔ جو لوگ اس جادہ مستقیم سے منحرف ہیں۔ وہ صرف طفیلی طور پر فائدہ اوٹھاتے ہیں۔ بنی آدم کی مرادات بلکہ زندگی کا مدار وہی مقبول ہیں۔ بنی آدم کیا ہر ایک مخلوق کے ثبات اور قیام کا مدار اور مناط وہی ہیں۔ ان کے وجود نوعی کے خاتمہ کے ساتھ ہی دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا تمام امور مقبولوں کے ہی اثر وجود سے ہوتے ہیں۔ اور ان کے انفاس پاک اور ان کی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے انہیں کی برکت سے بارشیں ہوتی ہیں۔ اور انہیں کی برکت سے دنیا میں امن قائم ہوتا ہے اور وبائیں دور ہوتی ہیں۔ انہیں کی برکت سے چاند نکلتا ہے۔ اور سورج چمکتا ہے۔ وہ دنیا کے نور ہیں۔ اور جب تک وہ دنیا میں اپنی وجود نوعی کے لحاظ سے دنیا میں ہیں۔ دنیا منور ہے۔ یہی رمز الہام لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ میں معلوم ہوتی ہے۔ البتہ کؔ کو زعیت کے معنی میں استعمال کیا ہو گا اس نقل میں اگر یہ خاصہ پایا جاتا ہے۔ تو لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ مخلوق کے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ جسکا مفہوم یہ ہو گا کہ اگر امن نامہ میں مامور نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اس دنیا کو تباہ کر دیتا۔ اور یہ مخلوق معدوم ہو جاتی +

۲۔ پھر حضور علیہ السلام نے ابھی تک شاید تصریح نہیں فرمائی۔ کہ یہ الہام آپ کے متعلق ہے۔ الہامات میں نقل کا بھی امکان ہے

۳۔ اَلْاَفْلَاكَ سے مراد ممکن ہے۔ کہ ظاہری افلاک نہ ہوں۔ بلکہ اون افلاک کی خلق مراد ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وجود باجود کی برکت سے طیار فرمائے۔ یا آیندہ فرمائیگا۔ لغت عرب میں مدار النجوم کا نام فلک ہے۔ حدیث میں بھی اصحابی کالنجوم آیا ہے۔ ان معنی میں یہ الہام ایک عظیم الشان بشارت ہے +

۴۔ لولا کے بعد چونکہ ضمیر متصل کا استعمال غیر فصیح ہے۔ اسواسطے کؔ کا مضاف مثل اگر مقدر مانا جاوے۔ تو لَوْلَاكَ بمنزلہ لَوْلَا مِثْلُكَ ہو سکتا ہے +

۵۔ اَلْاَفْلَاكَ سے مراد وہ روحانی تبدیلی ہے۔ جسکی طرف حضور علیہ السلام کا ایک کشف اشارہ کرتا ہے۔ اوس کشف میں آپنے ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان بنایا ہے +

والسلام

شیخ عبدالرحمٰن نومسلم کا دورہ میرے مکرم بھائی شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم مؤلف اختیار الاسلام نے امسال تعطیلات موسم گرما میں ضلع جالندھر کے بعض مقامات نکوڈر۔ کریام۔ نواں شہر۔ راہوں اور بہلول پور میں اپنے قبول اسلام پر لیکچر دئے۔ جو ہر طرح سے کامیابی سے ہوئے۔ نکوڈر میں باوا صاحب سب انسپکٹر پولیس نے قیام امن وانتظام میں قابل تعریف کام کیا۔ باوجودیکہ وہ خود سکھ ہیں۔ مگر نہایت بے تعصبی سے سارا لیکچر سنا۔ ایسے افسر جہاں کہیں بھی ہوں ملک اور اہل ملک کے لئے ایک برکت ہوتے ہیں۔ اور حقیقت میں گورنمنٹ کے لئے موجب فخر ہیں۔ باوا صاحب موصوف کی اس مہربانی کا خصوصاً شکر گذار ہوں۔ اگرچہ انہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے لیکن جس عالی ظرفی اور بے تعصبی کا ثبوت انہوں نے دیا۔ وہ بہت قابل قدر ہے۔ لودھیانہ کے جلسہ کی رپورٹ منشی محمد شفیع صاحب نے بھیجی ہے۔ جو پھر درج ہو گی +

تعلیم الاسلام رسالہ تعلیم الاسلام جاری ہو گیا۔ اور جولائی کا نمبر شایع ہو چکا۔ اس رسالہ میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر نہایت قابلیت اور محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور ابھی باقی ہے۔ مدرسہ کے چندہ کی رسید زر بھی درج ہے۔ رسالہ کی خاص تعریف کر کے قوم کو ابھارنا بے سود ہے۔ اس لئے کہ قوم کو اپنے قومی اخباروں اور رسالوں کی قدر قومی پہلو سے کرنی چاہئے۔ **الحکم** میں اس مفید رسالہ کے متعلق پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ کہ ایسے قابل قدر رسالہ کی ابھی تک دو سو کاپیاں بھی نہیں نکل سکیں۔ نکلیگی۔۔۔ دو سو کاپیاں تو سو آدمی ہی خرید سکتے ہیں۔ توجہ ہونی چاہئے +

انکار ارادات ایک معزز اور مشہور اہل قلم نے ثالث بالخیر کے نام سے اس عنوان پر ایک نوٹ لکھا ہے۔ جو الحکم کی اسی اشاعت میں درج ہے۔ امید ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں ابھی داخل نہیں۔ خاص توجہ سے پڑھیں گے +

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض بدیوں کے ترک پر اسقدر ناز نکرو جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نکروگے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہو۔ اسوقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلادیتی ہے جیسے آگ خس وخاشاک کو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر **مرد خدا** نہ پاؤگے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہو۔

ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اسنے وعظ کہا اور دوران وعظ میں یہہ بھی کہا کہ مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اسکے واسطے روپیہ نہیں ہے ایک بندہ خدا نے یہ سنکر دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اس بزرگ نے اٹھکر اسکی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائیگا جب اس شخص نے ان باتوں کو سنا تو وہ اٹھکر چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ یاحضرت مجھسے اس روپیہ کے دینے میں بڑی غلطی ہوئی وہ میرا مال نہ تھا بلکہ میری ماں کا مال ہے اسلئے وہ واپس دیدو۔ اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دیدیا مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ یہہ اسکی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سنکر جوش میں آگیا اور روپیہ دیدیا اور اب اس روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہہ عذر بنا لیا ہے۔ غرض وہ روپیہ لیکر چلا گیا اور لوگ اسے برا بھلا کہتے رہے اور وہ مجلس برخاست ہوئی۔ جب آدھی رات گذری تو وہی شخص یہہ توڑے اس بزرگ کے گھر پہونچا اور آکر انہیں آواز دی وہ سوتے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھدیا۔ اور کہا حضرت میں نے یہہ روپیہ اسوقت اسلئے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں میری نیت تو اور تھی اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرتے تک اس کا ذکر نکریں۔ یہہ سنکر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رونا اسلئے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہہ لوگ زندہ رہینگے تجھے لعن طعن کرینگے۔ غرض وہ چلا گیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کردیا۔ جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کرلیتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے یہہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کروگے وہ مخفی رہیگا ریا سے بڑھکر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے۔ جب تک کہ پورا حصہ نہ لے۔ مگر ریا مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

خوش قسمت وہ ہے انسان جو ریا سے بچکر اور جو کام کرے وہ خدا کے لئے کرے۔ ریاکاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریا کا موقع ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے۔ اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اسلئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔

جو لوگ اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور **بصیر** ہے وہ ان باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ انہیں اس بات کی غرض ہی نہیں ہوتی کہ کوئی انکے دئے ہوئے مال کا ذکر بھی کرے دنیا **مزرعۃ آخرت** ہے یعنی آخرت کی کھیتی ہے جو کچھ بنانا ہے اسی دنیا میں بناؤ۔ جو شخص سعادتی مال دولت اور جائیداد یہاں جمع کرے گا وہ خوشحال ہوگا ورنہ یہاں سے خالی ہاتھ جانا ہوگا اور بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ اسوقت نہ مال کام آئیگا نہ اولاد اور نہ دوسرے عزیز جنکے لئے دین کے پہلو کو چھوڑا تھا۔ اب یاد رکھو وہی خدا جسنے **تیرہ سو برس پہلے اس زمانہ کی خبر دی** تھی وہی خبر دیتا ہے کہ **زمانہ قریب** آگیا ہے اور بڑے بڑے حوادث ظاہر ہونگے اگر ان نشانوں کا انتظار ہے اور انکے بعد جوش پیدا ہوا تو اس کا ثواب ایسا نہوگا جیسا آج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہہ بھی فرمایا ہے کہ اسوقت اگر کوئی ایمان پیش کریگا تو ذرہ برابر اسکی قدر نہوگی کیونکہ اسوقت تو کافر سے کافر بھی سمجھ لیگا کہ دنیا **فانی** ہے میں نے سنا ہے کہ طاعون کے زور کے دنوں میں ایک جگہ ایک بڑا متمول ہندو مرگیا مرتے وقت اسنے اپنے مال و دولت کی کنجیاں اپنے بھائی کو دیں وہ بھی مرگیا اور اسطرح پیران کا سارا خاندان تباہ ہوگیا اور آخری شخص نے مرتے وقت وہاں کے ایک زمیندار کو کنجیاں پیش کیں اس نے انکار کردیا کہ میں کیا کرونگا۔ بالآخر وہ مال داخل خزانہ سرکار ہوا۔ یہہ سچی بات ہے کہ جب خوف کے دن آتے ہیں تو بڑے بڑے پاجی اور خبیث لوگ بھی صدقات اور خیرات کی طرف مایل ہوجاتے ہیں اسوقت یہہ باتیں کام نہیں آتی ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک چکا ہوتا ہے لیکن جو شخص عذاب کے آنیسے پہلے خدا تعالیٰ سے ڈرتا اور اس سے صلح کرتا ہے وہ بچا لیا جاتا ہے۔

پس

خدا تعالیٰ کو راضی کرنیکے یہی دن ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جسقدر اپنی ہستی کا ثبوت مجھے دیا ہے میرے پاس الفاظ نہیں جنمیں میں اسے ظاہر کرسکوں۔ وہی خدا ہے جسنے براہین کے زمانہ میں ان تمام امور کی جو آج تم دیکھ رہے ہو خبر دی۔ ان ہندوؤں سے جو ہمارے جدی دشمن ہیں پوچھ لو کہ اس زمانہ میں اس جلوہ قدرت کا کہاں نشان تھا۔ پھر جب وہ ساری باتیں پوری ہوچکی ہیں پھر جو باتیں آج وہ بتاتا ہے وہ کیونکر پوری نہونگی؟ اس خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب خطرناک وقت آنے والا ہے زلازل آئینگے اور موتوں کے دروازے کھل جاوینگے۔ پس اس سے پہلے کہ وہ خطرناک گھڑی آجاوے اور موت اپنا منہ کھولکر حملہ شروع کردے تم نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کو خوش کرلو۔ میں یہہ بھی تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس زمانہ کی تمام نبیوں نے خبر دی ہے یہہ آخری ہزار کا زمانہ آگیا ہے اور دیکھو یہہ وہ وقت ہے جسکے لئے گیارہ سو برس پہلے کی کتابوں میں لکھا تھا کہ مہدی کے وقت رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور آدم سے لیکر اسوقت تک کبھی یہہ نشان ظاہر نہیں ہوا۔ وہ نشان تم نے دیکھ لیا پھر یہہ کیسی قابل غور بات ہے۔ بعض جاہل اعتراض کرتے اور بہانہ بناتے ہیں کہ یہہ حدیث ضعیف ہے احمق اتنا نہیں جانتے کہ جس حدیث نے اپنے آپ کو سچا کردیا ہے وہ کیسے جھوٹ ہوسکتی ہے۔ محدثین کے اصول پر سچی اور صحیح حدیث تو وہی ہے جو اپنی سچائی آپ ظاہر کردے۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہوتی تو پھر پوری کیوں ہوتی؟ دو مرتبہ کسوف خسوف ہوا۔ اس ملک میں بھی اور امریکہ میں بھی۔ اگر یہہ حدیث ضعیف ہے تو پھر اس کی مثال پیش کریں کہ کسی اور کے زمانہ میں بھی ہوا ہو؟ یہہ حدیث اہل سنت اور شیعہ دونوں کے ہاں کتابوں میں موجود ہے پھر اس سے انکار کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ یہہ آسمان کا نشان تھا۔ اور زمین کا نشان وہ ہے جو **طاعون** کی صورت میں نمودار ہوا قرآن شریف میں آیا ہے وَإِن مِّن قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (سورۃ بنی اسرائیل)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب قیامت قریب آجائیگی تو عام طور پر **موت** کا دروازہ کھولا جاویگا اور یہہ حدیث کسوف خسوف کی قرآن شریف سے بھی صحیح ثابت ہوچکی ہے۔ طاعون کے متعلق شیعہ کی کتابوں میں تو یہانتک لکھا ہے کہ ایسی طاعون ہوگی کہ جہاں دس آدمی ہونگے انمیں سے سات مرجاوینگے اور حقیقت میں یہہ ایسی بلا ہے کہ خاندانوں کے خاندان اس سے مٹ گئے اور بے نام ونشان ہوگئے۔ کون جانتا ہے کل کیا ہوگا اسقدر سردی کی شدت میں طاعون ترقی کررہی ہے (دسمبر کا ذکر ہے ایڈیٹر) امسال سرما میں زور شور ہے ایسی حالت میں کوئی کیا امید کرسکتا ہے۔

جبکہ موت کا بازار گرم ہے تو کیا **املاک** اور جائیدادیں سر پر اٹھا کرلے جاؤگے؟ ہرگز نہیں پھر اگر ان نشانات کو دیکھکر بھی تبدیلی نہیں کرتے تو کیونکر کہہ سکتے ہو کہ خدا پر **ایمان** ہے

ہم اپنے نفس کیلئے کچھ نہیں چاہتے بارہا یہہ خیال کیا ہے کہ اپنے گذارہ کے لئے تو پانچ سات روپیہ ماہوار کافی ہیں اور جائداد اس سے زیادہ ہے

پھر میں جو بار بار تاکید کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں **خرچ کرو** یہہ خدا کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اسوقت تنزل کی حالت میں ہے بیرونی اور اندرونی کمزوریوں کو دیکھکر طبیعت بیقرار ہوجاتی ہے اور اسلام دوسرے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے پہلے تو صرف عیسائیوں ہی کا شکار ہورہا تھا مگر اب آریوں نے اپنے دانت تیز کئے ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نام ونشان مٹادیں۔ جب یہہ حالت ہوگئی ہے تو کیا اب اسلام کی ترقی کے لئے ہم قدم نہ اٹھائیں خدا تعالیٰ نے اسی غرض کے لئے تو اس سلسلہ کو قائم کیا ہے پس اسکی ترقی کے لئے سعی کرنا یہہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور منشاء کی تعمیل ہے اس لئے اس راہ میں جو کچھ بھی خرچ کروگے وہ **سمیع و بصیر** ہے۔ یہہ وعدے بھی اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ جو شخص خدا کیلئے دیگا میں اس کو چند گنا برکت دونگا۔ دنیا ہی میں اسے بہت کچھ ملیگا اور مرنے کے بعد آخرت کی جزا بھی دیکھ لیگا کہ کسقدر آرام میسر آتا ہے۔

غرض اسوقت میں اس امر کی طرف تم سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کی ترقی کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرو اسی مطلب کیلئے یہہ گفتگو ہے۔

اسوقت جیسا کہ میں شایع کرچکا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تیری وفات کا وقت قریب ہے جیسا کہ اسنے فرمایا قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔

اس وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا ذکر باقی نرہنے دیگا جو کسی قسم کی نکتہ چینی اور خزی کا باعث ہو۔

دشمن بد اندیش اور بعض قلب والون کے لئے بہت سی باتین ہوتی ہیں۔ ہوئے انبیاء و رسل کی تو قسمت ہی یہ ہے اعتراض کرتے ہیں دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اسقدر اعتراض ہوتے اور بانک کئے جاتے ہین کیا کسی معمولی زندگی کے نکتہ چینی کئے جاتے ہیں؟ کبھی نہیں صدہا انسان ایسے ہونگے جو معمولی زندگی کے انسان کی تعریف کرین گے مگر جب انبیاء و رسل کا ذکر آئے گا تو وہان اعتراض کے لئے زبان کھولین گے۔ بات کیا ہے کہ انبیاء و رسل پر اسقدر اعتراض ہوتے ہیں؟ اصل یہہ ہے کہ جیسے دولت پر نقب ہوتا ہے تاکہ نا محرم پاس نہ جاوے اسی طرح پر انبیاء و رسل بھی ایک بے نظیر دولت ہوتے ہیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ سعید اور رشید ہی ان تک پہونچین اس لئے ان پر قسم قسم کے اعتراض ہوتے ہیں تاکہ وہ لوگ جو اہل نہین ہیں دور رہیں ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ نہ جہاد کرتے نہ سویان کرتے۔ نہ اعتراض ہوتے۔ مگر وہ نبی جس کی تعلیم اتم اور اکمل تھی اس کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ ایسے نااہل قبول کرین اسلئے چند باتین ایسی رکھدین جو نظر بد دور کا کام دیتی ہین اور ان پر اعتراض ہوا۔ وہ نااہل ہوگئے مگر جو لوگ اہل تھے انہون نے حقیقت کو پالیا۔

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک نکتہ چیں اور معترض یہہ ہمیشہ محروم رہتے ہین۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت اور نبی کے صدق و وفا کو دیکھتے ہیں وہ اس کے معائنہ ہوتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ کی قدرتون کے عجائبات مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ اسکے حالات سے بے خبر نہیں اور انہیں حاجت نہیں ہوتی کہ کچھ اور دیکھیں۔ بدبخت نااہل وہ باتین دیکھتے ہیں جن سے شقاوت بڑھے میں نے تذکرۃ الاولیاء مین ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہہ مکار ہے اور فاسق ہے ایک دن انکے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ۔ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھہ مین بتاتے ہو مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے غرق نہیں کرتا۔ لوط کی بستی تباہ ہوئی عاد و ثمود وغیرہ تباہ ہوئے۔ مگر مجھہ پر غضب نہین آتا کیا یہ تیرے لئے کرامت نہین ہے؟

بات بڑی لطیف ہے یعنی عیوب پیدا کرنیوالے لوگون کو یہہ بھی چاہئے کہ وہ دیکھین کہ وہ شخص

جو منجانب اللہ ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور جس پر اسقدر اعتراض اور نکتہ چینیان کی جاتی ہیں وہ جو ہلاک نہین ہوتا کیا خدا ہی اس سے دھوکہ میں ہی رہا۔ عیسائیون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی حقیقت سمجھی کہ معاذاللہ آپ افترا کرتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو وہ نصرت دی اور وہ فضیلت دی کہ آدم سے آخیر تک کسی کو وہ کامیابی کبھی نصیب نہ ہوئی بلکہ آپ کے متعلق ایک ایسا نکتہ ہے جو آپ کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے اور وہ یہہ ہے کہ آپ ایسے وقت تشریف لائے جب کہ

ظہر الفساد فی البر والبحر کا وقت تھا۔

یعنے اہل کتاب بھی بگڑ چکے تھے اور غیر اہل کتاب بھی بگڑے ہوئے تھے اور یہہ بات مخالفون کی تصدیق سے بھی ثابت ہے پنڈت دیانند صاحب کہتے ہین کہ آریہ ورت مین بت پرستی ہو رہی تھی اور اسطرف عرب میں بھی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ عیسائیون کے مذہب کا خلاصہ یہہ رہ گیا تھا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا تھا۔ غرض جس طرف دیکھو ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ سے بالکل غفلت اور لاپروائی ہو چکی تھی۔ اور وہ وقت پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور یہ مسلّم بات ہے کہ ضرورت علوم کی مان ہوتی ہے۔ ہر قسم کا علم ضرورت سے پیدا ہوا ہے طب۔ طبعی ہیئت جغرافیہ وغیرہ تمام علوم کی مان ضرورت ہی ہے۔ پس اگر سمجھدار ہو تو سمجھ لے کہ اس دقیقہ معرفت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایڈیٹر) کی مان بھی کوئی عظیم الشان ضرورت ہے بہت سے صحابہ آپ پر ایمان لائے یہہ دیکھہ کر کہ آپ ایسے وقت آئے ہیں جو سخت ضرورت کا وقت ہے، اگر آپ نہ آتے تو شاید نوح کی طرح ایک طوفان آکر دنیا کو ہلاک کر دیتا میں یقیناً جانتا ہون اور دعوے سے کہتا ہون کہ آپکے لئے ایسا ہے اجلٰی اور اصفٰی نظارہ ضرورتون کا ہے کہ کسی دوسر کے لئے وہ میسر نہین اور حضرت عیسٰے کے لئے تو کچھہ بھی نظر نہین آتا۔ فقیہ اور فریسی موجود تھے جو موسیٰ علیہ السلام کی گدی پر بیٹھتے تھے اس لئے انہون نے کسی نئی شریعت کا دعوےٰ ہی نہیں کیا۔ اور پھر جبکہ یہودیون کے اسقدر فرقے موجود تھے تو نہین کہہ سکتے کہ سب منحرف تھے بعض عامل بھی تھے اور وحی اور الہام کا بھی دعوےٰ

کرتے تھے کیا ان میں کوئی ایسا تھا جو انسان کو خدا بناتا ہو سو وہ تو موجودہ عیسائی مذہب سے بھی اچھے تھے موحد تھے میں نے زین الدین ابراہیم کی معرفت بمبئی میں ایک یہودی عالم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے کہین یہہ بھی لکھا ہے کہ انسان خدا ہوگا اس نے قسماً کہا کہ ہرگز نہیں ہم تو اسی خدا کو مانتے ہیں جو قرآن میں بیان ہوا ہے ہم انسان کو خدا کہنا کفر سمجھتے مین جو تمام لوازم ضعف۔ ناتوانی بیماری کے رکھتا ہے یہہ لعنتی مذہب ہے جو انسان کو خدا بناتا ہے۔

غرض

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ایسی واضح اور روشن ہے کہ کسی دوسرے نبی کا زمانہ ایسی نظیر نہیں رکھتا۔ اب دوسرا حصہ دیکھو کہ آپ فوت نہین ہوئے جب تک الیوم اکملت لکم دینکم کی آواز نہین سن لی اور اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ آپ نے نہیں دیکھہ لیا یہہ آیت نہ توریت میں نہ انجیل میں۔ توریت کا تو یہ حال ہے کہ موسیٰ علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہوگئے اور قوم کو وعدہ کی سرزمین مین داخل نہ کر سکے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ بہت ہی باتین بیان کرنے کی ہیں کیا قرآن شریف میں بھی ایسا لکھا ہے؟ وہان تو اکملت لکم ہے۔ رہی انکی تکمیل صحابہ کی جو تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی نسبت فرماتا ہے۔

منہم من قضٰی نحبہ الایۃ

اور پھر ان کی نسبت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرمایا۔ لیکن انجیل میں مسیح کے حواریون کی جو تعریف کی گئی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ جا بجا انکو لالچی اور کم ایمان کہا گیا ہے اور عملی رنگ ان کا یہ ہے کہ ان میں سے ایک نے تیس روپیہ لیکر پکڑوا دیا اور پھر اس نے سامنے لعنت کی۔ انصاف کر کے کہو کہ یہہ کیسی تکمیل ہے۔ اسکے بالمقابل قرآن شریف صحابہ کی تعریف سے بھرا پڑا ہے۔ اور ان کی ایسی تکمیل ہوئی کہ

دوسری کوئی قوم ان کی نظیر نہین رکھتی پھر انکے لئے اللہ تعالیٰ نے جزا بھی بڑی دی یہانتک کہ اگر باہم کوئی رنجش بھی ہو گئی تو اسکے لئے فرمایا ونزعنا ما فی صدورہم من غل الایۃ۔ حضرت عیسٰے نے بھی حواریون کو تختون کا وعدہ دیا تھا مگر وہ ٹوٹ گیا کیونکہ بارہ تختون کا وعدہ تھا۔ مگر یہودا اسکریوطی کا ٹوٹ گیا جب وہ قائم نہ رہا تو اورون کا کیا بھروسہ کرین۔ مگر صحابہ کے تخت قائم رہے دنیا میں بھی رہے اور آخرت میں بھی۔

غرض

یہہ آیت الیوم اکملت لکم مسلمانون کے لئے کیسے فخر کی بات ہے۔ اب ان باتوں کو ملا کر غور کرو کہ آپ ایسے وقت، جب کہ بالکل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ایک لیلۃ القدر تو وہ ہے جو پچھلے حصہ رات مین ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ تجلی فرماتا ہے اور ہاتھ پھیلاتا ہے کہ کوئی دعا کرنے والا اور استغفار کرنیوالا ہے جو مین اسکو قبول کرون لیکن ایک معنے اس کے اور ہیں جس سے بدقسمتی سے علماء مخالف اور منکر ہین اور وہ یہہ ہیں کہ ہم نے قرآن کو ایسی رات مین اتارا ہے کہ تاریک و تار تھی اور وہ ایک مستعد مصلح کی خواہان تھی خدا تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جب کہ اسنے فرمایا۔

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

پھر جب انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے یہہ نہین ہو سکتا کہ وہ تاریکی ہی میں پڑا رہے ایسے زمانے میں بالطبع اس کی ذات جوش مارتی ہے کہ کوئی مصلح پیدا ہو۔ پس انا انزلناہ فی لیلۃ القدر اس زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور دلیل ہے اور انجام الیوم اکملت لکم میں فرما دیا۔ گویا یہہ باب نبوت کی دوسری فصل ہے۔ اکمال سے یہی مطلب نہین کہ سورتیں اتار دین بلکہ تکمیل نفس اور تطہیر قلب کی وحشیون سے انسان پھر اسکے بعد عقلمند اور با اخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنا دیا۔ اور تطہیر نفس تکمیل اور تہذیب نفس کے مدارج طے کرا دئے۔ اور اسی طرح پر کتاب اللہ کو بھی پورا اور کامل کر دیا یہانتک کہ کوئی سچائی اور صداقت نہین جو قرآن شریف مین نہو۔ مینے اگنی ہوتری کو بارہا کہا کہ کوئی ایسی

سچائی بتاؤ جو قرآن شریف میں نہو مگر وہ نہ بتاسکا ایساہی ایک زمانہ مجھ پر گذرا ہے کہ مینے بائبل کو سامنے رکھکر دیکھا جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اسطرف توجہ نہیں وہ قرآن شریف پر تدبّر ہی نہیں کرتے اور نہ انکے دل میں کچھ عظمت ہے ورنہ یہہ تو ایسا فخر کا مقام ہے کہ اسکی نظیر دوسرے دینوں میں ہے ہی نہیں

غرض

الیوم اکملت لکم کی آیت دو پہلو رکھتی ہے ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کر چکا دوسرا کتاب مکمل کر چکا۔ کہتے ہیں جب یہہ آیت اُتری وہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول کے دن عید کر لیتے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔

مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پرواہ نہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں میرے نزدیک یہہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے اسی عید کے لئے سورہ جمعہ ہے اور اسی کے لئے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے اور یہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اس پر ہوا۔ کہتے ہیں جب یہہ آیت اُتری تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ کسی نے کہا اے بڈھے کیوں روتا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے کیونکہ یہہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہو چکتا ہے تو اس کا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے جیسے دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو عملہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر والا قصہ سنا تو فرمایا سب سے زیادہ سمجھدار ابوبکر ہے اور یہہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکر کو رکھتا اور فرمایا ابوبکر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کر دو کوئی پوچھے کہ اس میں مناسبت کیا ہوئی۔ تو یاد رکھو کہ مسجد خانہ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقایق معارف کا۔ اسلئے فرمایا کہ ابوبکر کی اندرونی کھڑکی اسطرف ہے تو اسکے لئے یہہ بھی کھڑکی رکھی جاوے یہ بات نہیں کہ اور صحابہ محروم تھے نہیں بلکہ ابوبکر کی فضیلت وہ خاص فراست تھی۔ جس نے ابتدا میں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہا میں بھی۔

گویا حضرت ابوبکر کا وجود مجموعۃ القرانتین تھا۔ اب میں پھر یہہ ذکر کر کے اسکو ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالی نے جہاں میری وفات کی خبر دی ہے یہہ بھی فرمایا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا جو مامور ہو کر آتا ہے بڑا اعتراض عقلمندوں کا یہہ ہوتا ہے کہ وہ مر گیا کام کیا کیا؟ یہ مہذب لوگ کہتے ہیں کہ اتنا بڑا دعوی کیا تھا کہ کسر صلیب ہوگا اور یہہ ہوگا اور وہ ہوگا مگر اب خامی کی حالت میں چلے گئے اس میں اللہ تعالی پیشگوئی فرماتا ہے لا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ اور سچے آدمی کو غم بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیرے بوجھ کو جس نے تیری پیٹھ توڑ دی تھی اٹھا دیا۔ وہ یہی علت غائی کا بوجھ ہے۔ غرض اللہ تعالے نے اس وحی میں بشارت دی ہے گویا اسکو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب سنو! جب کہ خدا تعالی کا یہہ وعدہ ہے تو یہہ ہو کر رہیگا تمہیں مفت کا ثواب ہے۔ پس تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دیگا۔

مراسلات
الموت والحیات

یہ دونوں الفاظ اگرچہ روزمرہ سننے میں آتے ہیں اور خیال ہوتا ہے کہ ایک بچہ بھی ان کے معنوں سے واقف ہوگا۔ مگر حقیقت میں انکے معنے ایسے آسان اور عام فہم نہیں۔ دنیا میں یہی موت اور حیات کا مسئلہ سب مسائل سے زیادہ پیچیدہ اور پُر اسرار ہے۔ جتنے مذاہب دنیا میں موجود ہیں۔ یا ہو گذرے ہیں۔ سب اسی مسئلہ کے حل کرنیکی کوشش کرتے رہے اور جہانتک ہو سکا اس کو آسان اور عام فہم بنانے میں نہ صرف کسی واحد شخص کی عقل اور سمجھ بلکہ الہام الٰہی اور وحی آسمانی سے بھی مدد لیتے یا مدد پانے کا دعویٰ کرتے رہے سب نیک اور برگزیدہ اولیاء اللہ حیات ابدی کے متمنی اور فنا کے شائق رہے اور خیال ہوتا ہے کہ موت سے عام انسان اسطرح بھاگیں۔ اور جو شخص جتنا بزرگ اور نیک ہو اتنا ہی فنا کا طالب اور موت کا خواہشمند ہو آئیں کوئی بھید ہے۔ اور موت اور حیات کے وہی عام معنے مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ضرور یہ ہر دو الفاظ کسی خاص معنی میں استعمال ہوتے ہونگے یعنے انکی اصطلاح میں ملنگے اور معانی ہونگے۔ اس بات کے معلوم کرنیکے لئے ہمیں ان بزرگوں کے اقوال پر غور کرنا چاہیئے۔

اناجیل مروجہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت مرقوم ہے۔ کہ انھوں نے فرمایا میرے پاس آؤ۔ تم ابدی زندگی پاؤ گے۔ کیونکہ زندگی میں ہوں جو میرے پاس نہ آئیگا ابدی ہلاکت کا مستوجب ہوگا۔ اتنی دستاویز کو مستند گردان کر زمانہ حال کے پادری خواہ مرد ہوں یا عورت۔ نجات نجات پکارتے پھرتے ہیں اور صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ جو کوئی مسیح کو قبول کر چکا وہ کبھی نہیں مریگا۔ لیکن جب انسے پوچھا جائے کہ اسکا ذرا مطلب تو سمجھا دیجئے۔ سبق تو واقعی بڑا روحانی ہے۔ لیکن آپ اس سے کیا مطلب سمجھے ہیں تو جواب ندارد۔ اگر اس سے جسمانی موت یا حیات مراد لیجائے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے تو یہ صریح باطل ہے۔ بُرے اچھے سبھی قسم کے لوگ مرتے رہے ہیں اور مرتے رہینگے۔ اور اگر بقول بعض ہوشیار پادری صاحبان کے یہ کہا جائے کہ گنہ گار۔ وبقول الکفر یلیتنی کنت ترابا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔ پس ابدی زندگی یا ابدی ہلاکت سے نہ ظاہری حیات اور موت اور نہ روحانی حیات اور موت مراد ہے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ اس جسم کو فنا ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ اس مرنیکے بعد جینا ہے جسمیں نیک و بد سب شریک ہیں پس ابدی زندگی کو نیک اشخاص یا بقول پادری صاحبان یا انکے مبلغ علم اناجیل مروجہ سے امید رکھنا عبث ہے۔ ان باتوں کو اہل دل جانتے ہیں۔ نہ کہ اہل دل۔ اسی غلط فہمی کو رفع کرنے کیلئے کلام ربانی میں ارشاد ہوتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا۔ بل احیاء عند ربھم یرزقون۔ اور اے محمد تو خیال کرنا انکو جو مارے گئے۔ اللہ کی راہ میں مرا ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انکو روزی ملتی ہے۔ اگر موت سے صرف جسم اور روح کی جدائی متصور ہوتی تو ان شہدائے احد کیلئے جنکو اصحاب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں زمین میں گاڑا کیونکہ ارشاد ہوتا کہ انکو مردہ مت سمجھو۔ اگر حیات سے صرف زندہ ہونا یعنے کسی قسم کے جسم اور روح کا تعلق مراد ہوتا تو انکی نسبت حیات کا لفظ بھی عجیب المعنے ہوتا۔ کیونکہ اس دنیاوی جسم کو تو وہ سب کے مشاہدے میں چھوڑ چکے۔ اور جسم آخروی اگر کوئی واقعی جسم ہوتا تو انکو قیامت کے دن عطا ہونا چاہیے تھا۔ پھر اس حیات سے کیا مراد ہے۔ یقیناً کوئی ایسی حیات جسمیں اس جسم کو کوئی تعلق نہیں۔ اور روح تو بدوں کے سرتاج فرعون اور قارون وغیرہ کی بھی زندہ ہے۔ اور زندہ رہیگی۔ پھر حیات شہدائے احد میں کیا خصوصیت ہے۔ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ موت سے مراد خداوند تعالی سے قطع تعلق ہے جس شخص کے دل میں نور ایمان نہیں وہ شخص مردہ ہے۔ اگرچہ دیکھنے میں کیسا ہی توانا اور تندرست چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا ہو خداوند تعالی سے دوری اور جدائی ہی اصلی موت ہے اور اسی لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ بدکار لوگ اس دنیا میں بھی مردہ ہیں اور عاقبت میں بھی بعد حشر کے مردہ ہی رہینگے۔ موت احساس ظاہری کے باطل ہونے کا نام نہیں بلکہ معرفت الٰہی اور لقائے الٰہی کے فقدان کا نام موت ہے۔ اسی طرح حیات سے یہ ظاہری زندگی یا آخرت کی زندگی ہی مراد نہیں۔ بلکہ لقا باللہ اور وصل الی اللہ یا دوسرے الفاظ میں رضائے الٰہی اور اسکی حضوری کا نام حیات ہے۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اسکا مؤید ہے۔ اس ظاہری موت کو قرب الی اللہ اور اسکی حضوری میں ممد اور معاون سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ روحانی تعلق اور خلع جسم زیادہ قوی ہو جاتا ہے اور اسی بارے میں جناب سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔ لیکن اولیائے کرام جنہیں عشاق خدا کہنا زیادہ موزوں ہوگا ہمیشہ اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح اس جسمانی تعلق میں بھی وہی لطف حاصل کریں جو بوجہ موت ظاہری میسر آسکتا۔ اسلئے وہ اپنے جسم ظاہری کو فی الحقیقت ایسا ہی سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ گویا وہ ہے ہی نہیں۔ دنیا اور اسکے تعلقات جو جسم کے ساتھ وابستہ ہیں انکی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں بعد وہاں ظاہری تعلقات میں بھی اسی ہستی واحد کا ید قدرت مشاہدہ کرتے ہیں۔ رضائے الٰہی انکی سب حرکات و سکنات پر غالب آجاتی ہے گویا ظاہری موت سے پہلے اپنے جسم اور اسکی خواہشات کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ موتوا قبل ان تموتوا کا مشہور مقولہ اسی حالت کا ارشاد کرتا۔ وہ چلتے ہیں۔ پھرتے ہیں۔ کھاتے ہیں۔ پیتے ہیں۔ کسب حلال کرتے ہیں۔ سوتے ہیں جاگتے ہیں۔ لیکن اپنے لئے نہیں بلکہ خداوند تعالی کیلئے اور اسکی اس رضا کیلئے۔ مخلوق خدا کی بہتری کیلئے وہ اپنے کو کھو دیتے ہیں اور نفسانیت کو وداع کرتے یا یوں کہو کہ اس بحر زندگی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ تب انکو خلعت بقا حاصل ہوتا ہے پھر وہ قطرہ نہیں بلکہ دریا کہاتے ہیں۔ انکی روانی دریا کی روانی انکا وجود دریا کا وجود اور انکے افعال مظہر اسمائے الٰہی ہوتے ہیں وہ حقیقی معنوں میں منشائے خلقت کو پورا کرتے ہیں۔ قولہ تعالی۔ انی

تیغطیک سٹیم پریس میں باہتمام قاضی غلام محی الدین اخگر چھپا

ڈائری

(مرقومہ ایڈیٹر صاحب بدر)

گناہ کی فلسفی ایک شخص نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ دنیا میں لوگ بہت گنہگار ہوں گے۔ مگر میرے جیسا گنہگار تو کوئی نہ ہوگا۔ میں نے بڑے بڑے سخت گناہ کئے ہیں۔ میری بخشش کس طرح ہوگی حضرت نے فرمایا۔ دیکھو خدا جیسا غفور رحیم کوئی نہیں۔ اللہ تعالے پر یقین کامل رکھو۔ کہ وہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر دنیا بھر میں کوئی گنہگار نہ رہے۔ تو میں ایک اور امت پیدا کرونگا۔ جو گناہ کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام غفور ہے اور ایک رحیم یاد رکھو کہ گناہ ایک زہر ہے اور ہلاکت ہے۔ مگر توبہ اور استغفار ایک تریاق ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین

اللہ تعالے ان لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ جو توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاک ہو جاویں خدا تعالے نے ہر ایک شے میں ایک حکمت رکھی ہے۔ اگر آدم گناہ کر کے توبہ نہ کرتا اور خدا کی طرف نہ جھکتا۔ تو صفی اللہ کا لقب کہاں سے پاتا۔ اگر کوئی انسان ایسا اپنے آپ کو دیکھتا۔ کہ جیسا ماں کے پیٹ سے نکلا ہے اور اپنے اندر کوئی گناہ نہ دیکھتا۔ تو اس کے دل میں تکبر پیدا ہوتا۔ جو تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ اور شیطان کا گناہ ہے۔ شیطان نے گھمنڈ کیا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اسی واسطے وہ شیطان بن گیا۔ گناہ جو انسان سے صادر ہوتا ہے وہ نفس کو توڑنے کے واسطے ہے۔ جب انسان سے گناہ ہوتا ہے۔ تو وہ اپنی بدی کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنے عجز کو یقین کر کے خدا تعالے کی طرف جھکتا ہے۔ جس طرح مکھی کے دو پر ہیں۔ کہ ایک میں زہر ہے اور دوسرے میں تریاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر تمہارے کھانے پینے کی چیز میں مکھی پڑے۔ تو وہ اپنا صرف ایک پر اس کے اندر ڈبوتی ہے جس میں زہر ہے۔ پر تم اس کو نکالنے سے پہلے اس کا دوسرا پر بھی ڈبو لو۔ کہ وہ اس کے بالمقابل تریاق ہے۔ یہ مثال انسان کے گناہ اور توبہ کی ہے۔ اگر گناہ صادر ہو جاوے۔ تو توبہ کرو کہ وہ اسکے واسطے تریاق ہے۔ اور گناہ کے زہر کو دور کر دیتی ہے۔ عاجزی اور تضرع سے خدا تعالے کے حضور میں جھکو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ اگر گناہ نہ ہوتا۔ تو ترقی بھی نہ ہوتی۔ جو شخص جانتا ہے۔ کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو ملزم دیکھتا ہے۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ تب اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ اور وہ ترقی کرتا ہے۔ لکھا ہے۔

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں۔ لیکن توبہ سچے دل کے ساتھ ہونی چاہئے۔ اور نیت صادق کے ساتھ چاہئے۔ کہ انسان پھر کبھی اس گناہ کا مرتکب نہ ہوگا۔ گو بعد میں بسبب کمزوری کے ہو جاوے۔ لیکن توبہ کرنے کے وقت اپنی طرف سے یہ پختہ ارادہ اور سچی نیت رکھتا ہو کہ آئندہ یہ گناہ نہ کرے گا۔ نیت میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ بلکہ پختہ ارادہ ہو۔ کہ قبر میں داخل ہونے تک اس بدی کے قریب نہ آئے گا تب توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ لیکن خدا تعالے اپنے بندوں کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ تاکہ ان کو انعام دیوے۔ انعام حاصل کرنے کے واسطے امتحانوں کا پاس کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اندر دعا فرمایا۔ نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالے کے حضور دعا کرو۔ سجدہ میں بیٹھ کر رکوع میں کھڑے ہو کر ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے۔ کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالے سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔ بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالے سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں۔ اور نفس غالب ہے۔ تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔ آج کل لوگ جلدی جلدی نماز کو ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں خدا تعالے سے رقت کے ساتھ دعا نہیں۔ وہ نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے۔ جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہو جاؤ کہ رقت طاری ہو جائے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے۔ اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتوے لگنے والا ہوتا ہے۔ اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوف زدہ دل کے ساتھ اللہ تعالے کے سامنے کھڑا ہونا چاہئے جس نماز میں دل کہیں ہے۔ اور خیال کسی طرف ہے۔ اور منہ سے کچھ نکلتا ہے۔ وہ ایک لعنت ہے۔ جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے۔ اور قبول نہیں ہوتی۔ خدا تعالے فرماتا ہے۔

ویل للمصلین الذین ھم عن صلوتہم ساھون

لعنت ہے۔ ان پر جو اپنی نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ نماز وہی اصل ہے۔ جس میں مزہ آجاوے۔ ایسی ہی نماز کے ذریعہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ نماز ہے جس کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کے واسطے ترقی کا ذریعہ ہے۔

ان الحسنات یذھبن السیئات

نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔ دیکھو۔ بخیل مانگتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی کسی نہ کسی وقت کچھ دیدیتا ہے۔ اور رحم کھاتا ہے خدا تعالے تو خود حکم دیتا ہے۔ کہ مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دوں گا۔ جب کبھی کسی امر کے واسطے دعا کی ضرورت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا۔ کہ آپ وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے اندر دعا کرتے۔

دعا کے معاملہ میں حضرت عیسے نے خوب مثال بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک قاضی تھا۔ جو کسی کا انصاف نہ کرتا تھا۔ اور رات دن اپنی عیش میں معروف رہتا تھا ایک عورت جس کا ایک مقدمہ تھا وہ ہر وقت اس کے دروازے پر آتی اور اس سے انصاف چاہتی وہ برابر ایسا کرتی رہتی یہاں تک کہ قاضی تنگ آگیا اور اس نے بالآخر اس کا مقدمہ فیصل کیا اور اس کا انصاف اُسے دیا دیکھو کیا تمہارا خدا قاضی جیسا بھی نہیں۔ کہ وہ تمہاری دعا سنے اور تمہیں تمہاری مراد عطا کرے۔ ثابت قدمی کے ساتھ دعا میں مصروف رہنا چاہئے۔ قبولیت کا وقت بھی ضرور آہی جائیگا استقامت شرط ہے۔

۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا ذکر تھا فرمایا۔ وہ ہم سے ہی کیا پھرا ہے۔ وہ تو خود اسلام سے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پھر گیا ہے۔ جو اسلام کا دعوٰے کر کے ایک ایسے آدمی کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جو خود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی ضروری نہیں جانتا۔ اور اسکے نزدیک گویا آنحضرت کے وجود کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ افسوس ہے۔ کہ ہمارے بغض کے سبب یہ لوگ ایسے کام کرتے ہیں کہ خود ہی اسلام کی مخالفت کرنے لگے ہیں

فرمایا۔ چراغ الدین مسیح بنتا تھا۔ عیسائیوں نے اسکی امداد کی۔ مگر خدا کے مسیح کے بالمقابل وہ ناکام رہا۔ ہمارا دعوٰے بھی مسیح ہونے کا ہے لیکن ہمارے ساتھ عیسائی لوگ سخت عداوت رکھتے ہیں۔ اور چراغ دین کا دعوٰے بھی مسیح ہونے کا تھا۔ مگر اسکی امداد اور نصرت میں کھڑے ہو گئے وجہ یہ ہے کہ وہ جھوٹا تھا۔ اور یہ بھی جھوٹے ہیں جو انسان کو خدا بناتے ہیں۔ جھوٹا جھوٹے کا حامی اور ناصر بن جاتا ہے۔ لیکن صادق کا ساتھ صرف وہی لوگ دے سکتے ہیں۔ جو راستباز ہوں اور ایسے لوگ ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں

ضروری اطلاع

خریداران الحکم کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور دیا کریں۔ لیکن نہ معلوم اس طرف کیوں توجہ نہیں کی جاتی۔ بعض احباب نمبر خریداری تو ایک طرف بلکہ اپنا پتہ بھی نہیں لکھتے۔ اور صرف اپنے دستخط کرتے ہیں۔ جن کو پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور بعض خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ عام اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ خریدار خط و کتابت میں نمبر خریداری درج کیا کریں۔ ورنہ تعمیل کی شکایت معاف۔

محرر دفتر الحکم

المدونۃ الکبری للامام مالک

فروع فقہ مالکی کی مستند کتاب ہے۔ جو نوسو برس تک امام مالک کے پیرون میں مابہ العمل رہی۔ استناد کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کا سلسلہ خود امام مالک تک پہنچکر منتہی ہوتا ہے۔

بقول علامہ ابو طاہر مغربی "دنیا کی خوش قسمتی ہے۔ کہ دوسری صدی ہجری کی ایک مستند تصنیف پردۂ خفا سے باہر نکل آئی۔

اجتہاد اور حدیث لازم و ملزوم ہیں اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ آیمۂ اربعہ میں فلان امام مجتہد تھا۔ مگر محدث نہیں تھا۔ لیکن یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ آئمہ اربعہ میں امام مالک آخر الذکر حیثیت میں سب سے زیادہ بلند پایہ رکھتے ہیں۔ انکی **موطا** اسلاف کے ایک بڑے حصے کے نزدیک **صحاح ستہ** میں داخل ہے بیسیوں مورخ **موطا** کو اسلام میں پہلا منتظم مجموعہ حدیث تسلیم کرتے ہیں عبدالرحمن مہدی جیسے محتاط محدث کا قول ہے کہ

مابقی علی وجہ الارض امین علی حدیث رسول اللہ صلعم من مالک بن انس ولا اقدم علیہ فی صحۃ الحدیث احد

روے زمین پر امام مالک بن انس سے بڑھکر رسول اللہ صلعم کی حدیث کا محافظ نہیں ہے اور نہ حدیث کی تنقید میں ان سے آگے کوئی بڑھا ہے۔ یحیی بن معین کا قول تھا کہ

مالک امیر المومنین فی الحدیث

امام مالک فن حدیث کے بادشاہ ہیں۔ **کتب رجال** نے صرف فن حدیث کے متعلق اس قسم کے سیکڑوں اقوال محدثین اور اکابر فن کے نقل کئے ہیں ظاہر ہے۔ کہ اس پایہ کا محدث اور مجتہد فقہ کی تدوین میں کہان تک کامیاب ہوسکتا ہے؟

ہندوستان کی اسلامی آبادی کا بڑا حصہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پیرو ہے۔ اس لئے عوام ایک طرف خواص کا طبقہ بھی فقہ حنفی کے علاوہ دیگر آئمہ کی تحقیقات و اجتہادات سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے اہل علم المدونہ جیسی کتابوں کا کشادہ دلی سے مطالعہ کریں۔

یہ کتاب امام مالک کے شاگرد رشید اور فقہ مالکی کے مشہور رہبر امام عبدالرحمن ابن القاسم نے امام صاحب کی صحبت میں ایک عرصہ دراز تک رہکر مدون کی تھی۔ امام عبدالرحمن سے ان کے دو شاگردوں نے اس کا مسودہ لیا۔ اور کچھ عرصہ تک دو مختلف روایتوں سے یہ کتاب مشہور رہی

(۱) روایت امام سحنون

(۲) روایت اسد الدین بن الفرات۔

یہ مسلم ہے۔ کہ اول الذکر روایت زیادہ صحیح مستند اور مرجح ہے۔ اسلئے اسی کو زیادہ شہرت ہوئی اور روایت ابن فرات ایک خاص جماعت تک محدود رہکر مفقود ہوگئی۔

مصر میں جو ایڈیشن شایع ہوا ہے وہ امام سحنون ہی کی روایت ہے

تاریخ تدوین و ترتیب

اس کتاب کا اصلی مخیر ان استفتوں بالمشافہ سوالات کے جوابات اور قلمبند املا (لیکچرز) کا مجموعہ تھا۔ جو امام صاحب کی زندگی ہی میں جمع ہوگیا تھا پہلی صدی میں مسلمان اگرچہ تصنیفی عالم سے روشناس ہوچکے تھے۔ مگر قلم پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ محدثین اور فقہا کا عام طریقہ یہ تھا۔ کہ درس دیتے ہوئے۔ جو لیکچرز دیا کرتے تھے۔ بعض موقع پر ایسا بھی ہوتا تھا۔ کہ شیخ سے کسی خاص مسئلے کے متعلق سوال کیا گیا اور جواب طلبا نے قلمبند کر لیا۔ دور دراز مقامات سے مختلف مسایل کے متعلق استفتا بھی آتے تھے اور ان کے جوابات لکھکر روانہ کئے جاتے تھے قلمبند لیکچرز اور استفتا کے جوابات طلبا اور مستفسرین کو بہت عزیز ہوتے تھے۔ اسلئے ان کو بیحد حفاظت سے رکھتے تھے بعض اوقات کوئی تحریک پیدا ہوجاتی تھی۔ تو یہ ذخیرہ جمع ہی کر دیا جاتا تھا۔ المدونۃ الکبری کا بیشتر اسی قسم کے متفرق سوالات کے جوابات اور نسخے ہیں

امام مالک نہ صرف مدینہ منورہ میں ہی مرجع خاص و عام تھے۔ بلکہ انکی زندگی ہی میں ان کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی اسلئے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ مختلف شہروں سے سوالات بھی آتے رہتے تھے۔ المدونہ کا بڑا حصہ اس قسم کے سوالوں کے جوابات بھی ہیں

مصنف کے مختصر حالات

مصنف کا پورا نام یہ ہے ابو عبداللہ عبدالرحمن بن قاسم بن خالد بن جنادۃ العتقی فقہ مالکی کے مسلم فقیہہ اور مالک کے اشد تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مگر عام قول یہ ہے کہ ۱۳۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ صفر ۱۹۱ھ کو مصر میں وفات پائی۔

عتقی بضم العین و فتح التاء عتقاء سے منسوب ہے عتقی کسی قبیلے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ مختلف قبیلوں کی ایک جماعت تھی جسکا پیشہ ایام جاہلیت میں رہزنی اور لوٹ مار تھا۔ آنحضرت کا جب ظہور ہوا تو اس جماعت کی طرف آپ متوجہ ہوئے چونکہ یہ جماعت قید کی گئی اور غلام بنائی گئی اسلئے لوگ انہیں عتقاء کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہی نام مشہور ہوگیا اور اسی لقب سے پکارے جانے لگے۔

امام ابن قاسم بھی عتقی تھے۔

امام مالک کی صحبت میں سیکڑوں شایقین علم رہے۔ اور موطا کی سند حاصل کی۔ مگر جس ذوق اور فطرۃ کی بخشی ہوئی مناسبت سے ابن قاسم نے علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی اور امام صاحب کی صحبت سے فائدہ اٹھایا اسکی نظیر تمام شاگردوں میں نہیں ملتی۔ کامل بیس برس تک مدینہ منورہ کی گلیوں میں نظر آتے رہے اور دیکھنے والے سمجھتے رہے۔ کہ فن حدیث کے تاجدار کی بخشش سے مالامال ہورہے ہیں۔ بیس برس کا زمانہ کوئی معمولی زمانہ نہیں ہے۔ سیکڑوں مسائل درس و تدریس اور سوال و جواب میں آکر چھن گئے۔ ہزاروں مسئلوں کے متعلق خود سوال کیا اور دوسرے لوگوں نے سوال کئے تو خود نوٹ کرلیا عام نگاہیں اس صحبت کو محض تحصیل فقہ و حدیث کے ذوق کا نتیجہ سمجھتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اس ذوق کے ساتھ مدونۃ الکبری کی تدوین کا خیال بھی دماغ میں پوشیدہ تھا۔ حدیث اور فقہ میں امام ابن قاسم کا پایہ اسقدر بلند تھا کہ امام نسائی جیسا محدث اور صحاح کے ارکان ستہ کا ایک رکن ان کے متعلق ان لفظوں میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ

ابن القاسم رجل صالح ثقۃ سبحان اللہ ما احسن حدیثہ واصحہ عن مالک لیس یختلف فی کلمۃ ولم یرو احد الموطا عن مالک اثبت من ابن القاسم ولیس احد من اصحاب مالک عندی مثلہ

ابن قاسم ایک صالح اور ثقہ شخص ہیں سبحان اللہ اسکی احادیث کس قدر مستحق تحسین اور اصح ہوتی ہیں مالک سے وہ جس قدر روایت کرتا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے۔ کہ ایک کلمہ میں بھی کہیں فرق یا اختلاف نہیں ہوتا امام مالک سے موطا کو بہتوں نے روایت کیا ہے۔ مگر ابن قاسم کی روایت سب سے زیادہ مضبوط اور صحیح ہے۔ شاگردان امام مالک میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی چنانچہ انہی کمالات کا نتیجہ ہے۔ کہ امام مالک کی وفات کے بعد اگرچہ امام اشہب جیسے فقیہہ اور شاگرد رشید موجود تھے۔ مگر جو شہرت اور رجوع خلق ان کو نصیب ہوا اس سے تمام شاگرد محروم رہے۔

ان دونوں شاگردوں **امام سحنون** نے الگ الگ مدونہ کے نسخے لئے۔ دوسرے قول کو ابن خلکان نے ذکر بعض الفقہا کے لفظ سے لکھا ہے۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دوسرا قول ہی صحیح ہے۔

اسد الدین اور امام سحنون امام ابن قاسم کے شاگرد ہیں۔ اسد الدین مغرب سے مصر پہنچکر ابن قاسم کی خدمت میں حاضر ہوا اور المدونہ کا مسودہ لیکر اپنے وطن میں واپس آیا۔ امام سحنون کو خبر ہوئی تو انہوں نے اسد الدین سے درخواست کی کہ مجھکو نقل کرنے کی اجازت دیجئے۔ مگر اسد الدین نے بخالت سے کام لیا اور مسودہ دینے سے انکار کردیا امام سحنون یہ حال دیکھکر مصر پہنچے اور ابن قاسم سے سرگذشت کہی۔ امام صاحب نے مدونہ کا دوسرا نسخہ تحریر کرکے سحنون کو عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی اسد الدین کے نام اس مضمون کا ایک خط بھی لکھکر دیا کہ مدونہ کا جو نسخہ تمہارے پاس ہے۔ اس کا

(۱) ابن فرات نے ابن قاسم سے اور سحنون نے ابن فرات سے
(۲) بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز
(۳) وفیات الاعیان ابن خلکان جلد اول صفحہ ۴۹۹
(۴) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۴۹۹
(۵) وفیات الاعیان جلد اول
(۶) تذکرۃ الحفاظ مطبوعہ دائرۃ المعارف جلد اول
(۷) مدونہ کی ترتیب کے متعلق دو قول مشہور ہیں

سلہ دائرۃ المعارف

سلہ تذکرۃ الحفاظ خلاصہ دسمی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

سحنون کے نسخہ سے مقابلہ کرو۔ اگر کہیں اختلاف پاؤ تو سحنون کے نسخے کو اصح سمجھ کر اس کے مطابق اپنا نسخہ صحیح کرلو،،

اسدالدین شیخ کا خط دیکھ کر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ مگر چند دوستوں نے اس کام سے باز رکھنا چاہا۔ انہوں نے سمجھایا۔ کہ ایسا کرنے سے تمہارا نسخہ غلط ثابت ہوگا۔ اور سحنون کے نسخے پر لوگ عمل کرینگے۔ ساتھ ہی یہ مشہور ہوجائے گا۔ کہ اسدالدین نے مدونہ سحنون سے حاصل کی ہے،،

امام ابن قاسم کو جب یہ معلوم ہوا۔ تو بہت افروختہ ہوئے۔ اور بے اختیار پکار اٹھے کہ ورضا یا اسدالدین کی ذات سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے یا ورثا اسکی کتاب سے لوگ مستفیض ہوں،،

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں،، کہ یہ دعا کچھ اسطرح قبول ہوئی کہ واقعی اسدالدین کا نسخہ شرف قبولیت سے محروم رہا۔ یہاں تک کہ آج اسکو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور اہل قیرواں سحنون کے ہی نسخے پر عمل کرتے ہیں[1]

امام سحنون کا پورا نام یہ ہے۔ ابو سعید عبدالسلام بن سعید التنوخی الملقب بہ سحنون

امام ابن قاسم کے علاوہ اشہب اور ابن وہب سے بھی انہوں نے فقہ مالکی اور حدیث کی تحصیل کی ابھی تحصیل سے فارغ ہی ہوئے تھے۔ کہ قیروان کے قاضی مقرر ہوگئے یہ مسلم ہے۔ کہ ان کا فضل وکمال۔ اور سلسلہ درس وتدریس مذہب مالکی کی اشاعت کا ایک قوی باعث ہوا

سال ولادت سنہ ۱۶۰ھ اور سال وفات سنہ ۲۴۰ھ ہے۔ اسدالدین ابن فرات کے بخل نے جب انکو مصر پہنچایا۔ تو وہ سنہ ۱۸۸ھ کا زمانہ تھا۔ چار سال تک امام ابن قاسم کی خدمت میں رہے۔ اور المدونہ کا صحیح نسخہ لیکر سنہ ۱۹۱ھ میں قیروان واپس آئے۔ قیروان پہنچ کر انہوں نے المدونہ کی ترتیب وتہذیب شروع کی۔ مسودہ متفرق اور بے ترتیب مسایل کا ایک پریشان مجموعہ تھا انہوں نے نظم وترتیب کے ساتھ تمام مسایل کو الواب وفصول میں مرتب کیا۔ ارکان اسلام کی ترتیب فقہی ترتیب پر قایم کی۔ اور بڑا کام یہ کیا کہ بعض مسایل کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی آیات اور موطا کی احادیث بھی درج کر دیں۔ تاکہ مستخرج مسایل کا ماخذ بھی پیش نظر رہے[2]

٭

المدونہ پر پچھلے دو سو سالوں میں گمنامی کا ایسا پردہ پڑگیا۔ کہ چند ناقص اور غلط نسخوں کے سوا مکمل اور صحیح نسخے سے خالی نظر آنے لگی۔ جرمنی کی اوریئنٹل لائبریری اور مصر کے کتبخانہ خدیوی میں دو نسخے موجود ہیں۔ مگر اول الذکر نسخہ میں صرف دو حصے اور آخری نسخہ میں دو حصے اور تیسرے حصہ کا کچھ ٹکڑا ہے۔ ساتھ ہی بیحد غلط اور باہم مختلف ہیں۔

پچھلے دنوں مصر کے مشہور پبلشر اور کتب فروش حاجی محمد ساسی تونسی کو اس کتاب کی اشاعت کا خیال ہوا۔ یہ معلوم تھا۔ کہ یورپ کے کتب خانے اس انمول موتی سے خالی ہیں اور جرمنی اور مصر کے نسخے قابل اعتبار نہیں ہیں۔ اسلئے حاجی موصوف نے پرائیویٹ کتبخانوں اور غیر مشہور مخازن کا سراغ لگانا شروع کیا۔ کیونکہ بسا اوقات بعض نادر الوجود کتابیں جنسے مغرب کے مشہور مخازن کتب خالی ہیں ٹیونس اور دمشق کے کہنہ مدرسوں اور خانقاہوں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

سنہ ۱۹۰۱ء میں محمد ساسی کی سعی بارآور ہوئی اور المدونہ کا صحیح مکمل اور خوشخط نسخہ ہاتھ آگیا...

(۱) نہایت قدیم زمانے کا لکھا ہوا ہے یعنے آٹھویں صدی ہجری کے طرز تحریر طریق کتابت اور فن خطاطی کا نمونہ ہے

(۲) نہایت قیمتی ہرن کے چمڑے پر لکھا ہوا ہے۔ جو آٹھ سو برس گذرجانے پر بھی اب تک محفوظ ہے۔

(۳) کتاب کے حواشی پر جابجا تشریح وترمیم اور مختلف عنوانوں کی عبارتیں مختلف قلموں سے لکھی ہوئی ہیں۔ اصل کتاب کے متعلق بھی بہت سی قیمتی معلومات بطور فٹ نوٹ کے جابجا درج ہیں۔ اور تحریر کے نیچے محرر کا نام بھی ثبت ہے۔ ان ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نسخہ بڑے بڑے آیمہ مذاہب اور اکابر علماء کے مطالعہ میں رہ چکا ہے جنمیں قاضی عیاض صاحب شفا کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے

ظاہر ہے۔ کہ جب اتنے بزرگوں کی نقاد نظریں اسپر پڑ چکی ہیں۔ تو اسکی صحت میں پھر کس کو شک ہوسکتا ہے؟ سنہ ۱۹۰۵ء کے اوائل میں محمد ساسی نے یہ نسخہ اکابر علمائے مصر کے سپرد کیا۔ جنمیں علامہ شیخ محمد عبدہ قدس اللہ سرہٗ بھی شامل تھے۔ نسخہ خدیوی سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ اس نسخہ کو تنقیح کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اسلئے یہ نسخہ پریس میں دے دیا گیا۔

قاہرہ کے اول درجہ کے پریسوں میں السعادۃ ایک مشہور پریس ہے اسلئے یہ کام اسی کے سپرد ہوا۔

المدونہ پر ایک اجمالی نظر،،

قلمی نسخہ کو ان حواشی اور نوٹوں سے جو اکثر اکابر علماء کے قلموں سے نکلے ہیں نفس کتاب کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات حاصل ہوتی ہیں

(۱) پوری کتاب میں ۳۶۰۰۰ ہزار مسئلے ہیں۔ (۲) چار ہزار حدیثیں ہیں۔ (۳) آثار صحابہ وتابعین ۳۶ ہزار ہیں

٭ ٭

اس کتاب کی ترتیب میں اور ان فقہی تصنیفات کی ترتیب میں جو اسلامی تمدن کے عروج کے زمانہ میں لکھی گئیں کچھ زیادہ فرق نہیں معلوم ہوتا۔ کتاب۔ باب۔ اور فصل کی ترتیب اسمیں بھی موجود ہے۔ مگر فصل کی جگہ صرف مسائل کا عنوان لکھدیا گیا ہے۔ مسایل کے بیان اور ترتیب کے مختلف طریقے ہیں

(۱) امام سحنون امام ابن قاسم سے خاص مسائل کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جو جواب ملتا ہے۔ درج کردیتے ہیں۔ اس صورت میں مسئلے کے بیان کو قلت لعبدالرحمن بن القاسم کے جملے شروع کرتے ہیں۔ اور قال کا اشارہ بتلادیتا ہے۔ کہ ابن قاسم کا جواب ہے۔ سوال کا عام انداز یہ ہے کہ صرف امام مالک کا قول یا طرز عمل نفس مسئلہ کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ اور قال جواب میں امام صاحب کا قول پیش کردیتے ہیں یا واقعہ بیان کر دیتے ہیں۔

(۲) اکثر موقعوں پر مسایل کو صرف قال کے لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنے سوال جواب کی صورت نہیں ہوتی۔ صرف ابن قاسم کے اقوال درج کردیتے ہیں۔

(۳) کہیں کہیں امام ابن قاسم کا واسطہ بھی حذف کردیتے ہیں اور یوں بیان کرتے ہیں سئل امام مالک

اکثر ابواب میں مسایل کے بیان کردینے کے بعد احادیث اور آثار بھی پیش کردیئے ہیں اور بتلادیا ہے۔ کہ یہ مسئلہ فلاں حدیث سے ماخوذ ہے۔

٭

المدونہ کے چار حصے چھپ کر آچکے ہیں جنمیں کتاب الوضو سے لیکر کتاب النکاح تک کے ابواب مکمل موجود ہیں۔ کاغذ نہایت عمدہ لگایا گیا ہے۔ اور اصلاح یافتہ ٹائیپ پر چھپی ہے۔ ہر حصہ کے ساتھ تفصیلی فہرست بھی موجود ہے۔ پانچواں حصہ پریس سے نکل چکا ہے۔ اور عنقریب پہنچ جائیگا۔ چھٹا حصہ پریس میں جاچکا ہے۔ ہم نے دو دو حصوں کو ایک ایک جلد میں مجلد کرالیا ہے۔ جلد عمدہ پایدار بنی ہے پشتہ پر کتاب اور مصنف کا نام کندہ کرادیا گیا ہے (کتاب کی مجموعی قیمت ۲۵ روپے ہے) درخواست آنے پر تیار شدہ حصص پوری قیمت پر روانہ کئے جائینگے اور جسقدر حصے آتے رہینگے خریداروں کی خدمتمیں روانہ ہوتی رہنگی

(۱) وفیات الاعیان جلد اول صفحہ ۵۲۳

عہ وفیات الاعیان جلد اول ،، ۵۲۲

مدد دعا

(۱) چودہری برکت علی خان احمدی ساکن شروعہ ضلع ہوشیارپور عرصہ سے بیمار ہے ناظرین الحکم سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

(۲) شیخ برکت علی صاحب عرضی نویس گرہ شنکر کا بڑا لڑکا بھی عرصہ سے بیمار چلا آتا ہے۔ بہت علاج کیا گیا ہے۔
لیکن پوری صحت نہیں ہوئی
ہے اسکو بھی دعا کی جاوے
اللہ تعالیٰ ہر دو کو
صحت کامل
عطا فرماوے
آمین ثم آمین)

اسلامی دنیا کی خبریں

امریکہ میں مسجد

امریکہ کے شہر بوسٹن میں ...ے قریب مسلمانوں کی آبادی پائی جاتی ہے اسلئے عبدالحکیم آفندی ترکی نے جو ایک نامور تاجر ہیں وہاں ایک مسجد بنوانی شروع کردی ہے تاکہ مسلمانوں کو ادائے عبادت میں آسانی ہو (العالم الاسلامی)

تبت میں اسلامی تمدن کی اشاعت

ترکستان روسی اور دوسرے مقامات کے مسلمان بکثرت۔ تاجر تبت میں کاروبار کرنے کو جانے لگے ہیں جن کے ذریعہ سے وہاں کے باشندوں میں اسلامی تمدن کو ہر دلعزیزی حاصل ہو رہی ہے اور ایسی حالت میں تھوڑی سی مزید کوشش بھی وہاں اشاعت اسلام کا دائرہ وسیع کردے گی (")

خان خیوا - اپنے وزیروں سے صلاح لے رہے ہیں کہ اپنی قلمرو میں اسلامی مدارس قایم کریں اور لایق مدرسین قسطنطنیہ سے بلائیں (")

ایک نو مسلم

ممباسہ سے ایک بھائی لکھتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ گذرا کہ ایک یورپین صاحب جو برٹش فورڈ پارک شائر کے ایک معزز عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے تھے یہاں ممباسہ آئے اور گورنمنٹ سروس اختیار کی عرصہ تک آپ جنوبی اور وسطی افریقہ کی سیاحت کرتے رہے دوران سفر میں دین اسلام کی خوبیوں نے انکے دل میں گھر کر لیا اور بعد تحقیقات کامل اس مذہب سے انکی محبت ایسی بڑھی کہ علانیہ مشرف باسلام ہوگئے - اور اپنی معزز معقول مشاہرہ والی سرکاری ملازمت کے جانے کا بھی انہوں نے کچھ خیال نہیں کیا بلکہ دین کے ایسے شیدائی ہے کہ بقیہ زندگی خدمت دین میں گذارنے کا عہد کر لیا ہے۔ صاحب موصوف تحصیل دینیات و علم عربی کے لئے بمبئی آتے ہیں ممباسہ سے روانہ ہو چکے ہیں پہلے انھوں نے اس سفر میں حضرت مسیح موعود سے ملنے کا بھی عزم کیا ہے اور انہوں نے آپکے متعلق یادداشت لکھ لی ہے انکا نام شیخ محمد بن کریبٹری ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں انکے پاک ارادوں میں کامیاب کرے

ایک عظیم الشان قرآن مجید

بھوپال کے بالائے قلعہ میں ایک قرآن شریف عجائبات روزگار ہے جس کی نظیر دنیا میں شاید ہی ملے۔ ہر منزل کی علیحدہ علیحدہ سات جلدیں ہیں ہر جلد کا حجم ۳ انچ طول - ۵ فیٹ ۳ انچ - وزن ایک من ۱۱ سیر ہے ساتوں جلدوں کی ضخامت ۲۸ انچ اور وزن ۹ من ۳۳ سیر ہے ایک ہی جلد دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے! پورا قرآن خدا جانے کیونکر اور کتنی مدت میں لکھا گیا ہوگا۔

جلی قلم سے بہت ہی خوشخط لکھا گیا ہے سب سے بڑھکر قابل تعریف بات یہ ہے کہ شروع سے آخر تک ایک ہی خط اور ایک ہی قلم کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ذرہ برابر بھی کہیں سے فرق محسوس نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں فن کاغذسازی نے بہت ترقی کی تھی - یہ قرآن جس کاغذ پر لکھا گیا ہے باوجودیکہ عہد جہانگیر محمد خان میں لکھا گیا ہے جسکو تقریباً ایک سو پچاس برس کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن کاغذ میں آثار کہنگی مطلق پیدا نہیں ہوئے کہیں سے بوسیدگی ہوئی ہے۔ افسوس ہے کہ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہمنے بہت کوشش کی مگر دریافت نہ ہو سکا۔ نام معلوم ہو یا نہ ہو قرآن دیکھتے ہی ہر شخص کی زبان سے کاتب کی حیرت انگیز کام کی تعریف میں چند کلمات بے اختیار نکل جاتے ہیں۔

اس قرآن مجید کی مناسبت سے رحل بھی ایسی ہی عظیم الشان بنائی گئی ہے - اسکی جسامت دو انچ طول ۵ فیٹ ۲ انچ عرض ۵ فیٹ ۵ انچ ہے۔ (پیسہ اخبار)

نوٹ از ایڈیٹر - اس قرآن مجید کی تحریر کی جدت میں کوئی کلام نہیں ہے یہ بھی ایک ذریعہ حفاظت کلام مجید کا ہے۔

نہر زبیدہ کی اصلاح

پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ تازہ ڈاک کے مصری و ترکی اخبارات سے یہ دریافت کر کے نہایت کچھ مسرت انگیز ہے کہ ممالک حجاز و عرب کی فلاح و بہبود اور عازمان حج و زیارت کی راحت و آسایش کا جو مقصد ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے پیش نہاد خاطر چلا آتا ہے اس کی تکمیل میں حضور ممدوح برابر کوشش فرما رہے ہیں اور صرف حجاز ریلوے لائن کے اجرا پر اکتفا نہ کر کے حال میں آپ نے ایک اور مفید و راحت رسان کام پر خیال رجوع فرمایا ہے - جو نہر زبیدہ کی درستی کے متعلق ہے - یہ نہر جس کے نام سے زائرین بیت اللہ یقیناً اور دوسرے مسلمان غالباً گوش آشنا ہوں گے - تیسری صدی ہجری میں زبیدہ خاتون مشہور و محترم زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اہل عرب خصوصاً زائرین بیت اللہ کے آرام کی خاطر بنوائی تھی۔ بعد میں گودقتاً فوقتاً اس کی مرمت ہوتی رہی۔ لیکن چونکہ امتداد زمانہ کے اثر سے اس کی پوری حفاظت نہ ہونے پائی۔ اس لئے اب اسکی محرابیں جابجا سے گرگئی ہیں اور پانی کی آمد کا سلسلہ بخوبی قائم نہیں رہا ہے۔ جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اس کا خیال کر کے سلطان المعظم نے براہ عطوفت خسروانہ ایک کمیٹی اس نہر کی درستی کے لئے بنائی ہے اور بہ نفس نفیس اسکی ممبری قبول فرما کر دو ہزار ترکی پونڈ اس کے چندہ میں مرحمت کئے ہیں اور حجاز ریلوے کی طرح اس مرتبہ پھر جملہ مسلمانان عالم کو اس کا موقع دیا ہے۔ کہ وہ اس کار خیر میں دامے درمے قلمے۔ قدمے شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں جسکا سلسلہ صدیوں تک اس نہر کی روانی کے ساتھ جاری رہیگا۔ اور تمام دنیا کے حاجیوں کی دعا میں لیگا۔ اہل اسلام اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دیں اور فراہمی چندہ میں سعی موفور سے کام لیں۔ تاکہ انکی حجاز ریلوے کے ساتھ ہی حجاز سے قلت آب کی شکایت بھی رفع ہو سکے۔

مکرمی اخویم ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آپکی صحت وری سے خوشی ہوئی۔ خدا آپکو طاقت و قوت عنایت فرمائے۔ یہ اشعار ایک تار بابو نے لکھی ہیں جو پوسٹ آفس مالیر کوٹلہ کو ملازم ہیں۔ حضرت اقدس سے حسن ظن رکھتے ہیں ریویو آف ریلیجنز کے خریدار ہیں۔ پیسہ اخبار نظم ترد ید زلزلہ دیکھکر انہیں جوش پیدا ہوا لہذا نظم ارسال ہے کہ اسے چھاپ دیں اور مجھے مشکور فرمائیں۔ خاکسار محمد نواب خان تحصیلدار مالیر کوٹلہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرہے ہیں آرہے وہ زلزلہ آئینگے دن
خوف چھا جائیگا دن دل کے دہل جائینگے دن
بوجھ دیگی ڈال سب جتنے کہ ہیں اس میں بھرے
زلزلے سے جب زمین پھٹ جا ہل جائینگے دن
ہو کے حیران جب کہیگا انسان کیا اسکو ہوا
ہوش اڑ جائینگے دن حیران ہو جائینگے دن
زمین کو۔ حکم دیگا وہ خداوند کریم
سب سنادیگی وہ باتیں منہ کے کھل جائینگے دن
دیکھ لینگے سب بشر جو کچھ کیا ہے خیر و شر
آج ہیں ذرہ برابر وزن تل جائینگے دن
جو کوئی لائیگا روز حشر کو قلب سلیم
فائدہ بس وہ اٹھائے منفعت پائینگے دن
خلد میں داخل ہوں جب کہ متقی و پارسا
جل مریں گمراہ دوزخ میں سزا پائینگے دن
سر کئے جائینگے نیچے جنکہ پاؤں اوپر کو ہوں
لشکر ابلیس کے الٹے کے جائینگے دن
پھر کہلجائے تمہارے ہیں کہاں معبود وہ
کہہ رہے تھے جنکی عبادت دل کو جھٹلائینگے دن
استطاعت نصر کی ان میں کہاں لاؤ ذرا
اب مددگار دن کو ہاں بدلاؤ کر جائینگے دن
کچھ ہوا گر سکیں معبود ان کے زینہار
ڈر کے دن وحشت کے دن داغ کچھ کر جائینگے دن
ڈال کر زنجیر پاؤں میں وہ لے جائیں گھسیٹ
آئینگے جب کوچ کا نقارہ بج جائینگے دن
گو ذرا پڑتی ہے گرمی چیخ اٹھتے ہیں سبھی
ہو سوا نیزے پہ سورج سخت گھبرائینگے دن
سوچ لو پھر دی خبر تمکو خدا نے اس لئے
حال کیا ہوگا تمہارا آگ برسائینگے دن
چھوڑ دو بدکاریاں نیکی کرو نیکی کرو
ڈر غضب سے ہیں دعا کو ہاتھ پھیلائینگے دن
نیکیوں کے اجر میں جنت تمہیں دیگا خدا
اس سے بڑھکر اور بھی کچھ ہیں جزا پائینگے دن
ساتھ حوروں کے پھرو تم باغ میں سیر کو
بیٹھکر فردوس میں ہیں آج اترائینگے دن
گیسوئے پرخم سیاہ چشمیں ہیں چنچل سرمگیں
جھک گئے ہیں غزالوں کے بھی شرمائینگے دن
دن نہیں سو نہ کہ اب بیدار ہو بیدار ہو
ہیں یہی ہر شہر میں توحید پھیلائینگے دن
ہو رہے ہیں کائل توحید سب چاروں طرف
آگئے بس کفر کے کافور ہو جانے کے دن
ہے مسلم سل حق ہ بس تمہارے ہی لئے
آشفا پاؤ مریضو ہیں شفا پائینگے دن
داغ ہی تو دے گیا ہے داغ دلکو ای دریغ
مر گیا تو آگئے اب داغ لگ جائینگے دن
زندہ وہ ہوتا اگر دیتا تجھے کچھ مشورہ
آ سمجھ تیرے عزیز ہیں سمجھ جائینگے دن
داغ کا تلمیذ تو مجھ کو نظر آتا نہیں
ہے اگر تو ہیں تیرے بس ڈوب مر جائینگے دن
کر رہا استاد کو بدنام کیوں اے ناخلف
آگئے ہیں کیا تیرے اب عاق ہو جائینگے دن
شاعروں کی چشم میں رسوا ہوا ہے سو عزیز
دیکھکر حالت تیری ہیں سخت غم کھائینگے دن
لے رہا ہے ڈبکیاں چاہِ ضلالت میں پڑا
آ سنبھل تیرے ابھی تک ہیں ابھر آئینگے دن
کانپ اٹھتے ہیں سبھی سن زلزلہ کا نام ہی
مثل لاوا ہیں عزیز اب پگھل جائینگے دن
ہے خدا خود جانتا یا جو اسے پہنچا ہوا
کیا ہمیں معلوم ہیں کب حشر کے آئینگے دن
کل مذاہب ہیں مگر اس بات کے تو معتقد
آئینگے پر آئینگے اک دن جزا پائینگے دن
روز محشر کو نہیں آئیگا کیا اک زلزلہ
ہیں لکھا قرآن میں جسکے عنقریب آئینگے دن
آرہے ہیں آرہے بس انتظاری میں رہو
قید کے دن قعر دوزخ میں وہ گھر جائینگے دن
رائگاں کھوتی ہو کیوں ای دوستو عمر عزیز
دن جوانی کے کہ نہیں ہیں دلکو بہلائینگے دن
پشت خم ہو جائیگی پیری میں مانند کمند۔ میں جوانی کے عزیز و جلد ڈھل جائینگے دن۔ نخل اعمال نکو تم کو لگانا چاہیئے۔ سایہ وہ دیگا تمہیں سورج اگر آئینگے دن۔ ہے خدا میری دعا ہو ابر رحمت چھا رہا۔ تختہ و تابوت پر مرشد کو نہلائینگے دن۔

بقلم خود فقیر حیدر علی سگنلر مالیر کوٹلہ
مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۰۲ء